بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

۲۰ شوال ۸۹ھ ۹ جنوری ۷۰ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِیَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی حَلْقَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا اَجْلَسَکُمْ؟ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ، قَالَ: آللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَاکَ؟ قَالُوْا: مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاکَ، قَالَ: اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُہْمَۃً لَکُمْ، وَمَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْہُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ: مَا اَجْلَسَکُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَنَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِہٖ عَلَیْنَا. قَالَ: آللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَاکَ؟ قَالُوْا: آللّٰہِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاکَ۔ قَالَ: اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُہْمَۃً لَکُمْ وَلٰکِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اِنَّ اللّٰہَ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَۃَ، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقہ (ذکر) کے پاس پہنچے تو امیر معاویہؓ نے دریافت کیا کہ تم یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہو انہوں نے کہا کہ ہم ذکر الٰہی کے لئے بیٹھے ہیں حضرت معاویہؓ نے فرمایا خدا کی قسم! تم کو اس چیز کے علاوہ یہاں اور کسی چیز نے نہیں بٹھلایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں۔ امیر معاویہؓ نے کہا کہ آگاہ ہو جاؤ میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم طلب نہیں کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کم نقل کرنے میں میرے مرتبہ میں اور کوئی شخص نہیں ہے۔ اور ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ تم کو اس جگہ کس چیز نے بٹھلایا ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے اور اس کی اس بات پر حمد و ثنا بیان کرنے کے لئے کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت کی اور ہم پر اس نے احسان کیا بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا بخدا تمہارے یہاں بیٹھنے کی یہی وجہ ہے انہوں نے کہا بخدا ہم نہیں بیٹھے اس جگہ مگر اسی وجہ سے آپ نے فرمایا میں نے تمہیں کسی تہمت کی وجہ سے قسم نہیں دی ہے لیکن جبریل میرے پاس آئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِیْ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ مِائَۃَ مَرَّۃٍ لَمْ یَاْتِ اَحَدٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِہٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے صبح و شام سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ (یعنی اللہ پاک ہے اور اسی کی تعریف ہے) کہا تو قیامت کے دن اس شخص سے بہتر کسی کا عمل نہیں ہوگا مگر اس شخص کا کہ جس نے یہ کلمات اس کے برابر کہے یا اس سے زیادہ بار کہے (مسلم)

وَعَنْہُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لَقِیْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِی الْبَارِحَۃَ قَالَ: اَمَا لَوْ قُلْتَ حِیْنَ اَمْسَیْتَ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ایک بچھو سے کیا ہی ایذا پائی ہے۔ جس نے گزشتہ شب مجھ کو کاٹا ہے، آپ نے فرمایا کہ اگر تو شام کے وقت ان کلمات کو کہتا (ترجمہ) کہ میں اللہ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو پیدا کی تو یہ بچھو...... تجھ کو ضرر نہ دیتا (مسلم)

وَعَنْہُ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مُرْنِیْ بِکَلِمَاتٍ اَقُوْلُھُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَیْتُ۔ قَالَ: قُلْ: اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکَہٗ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ، وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِہٖ قَالَ: قُلْھَا اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَیْتَ، وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَکَ۔ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو کچھ ایسے کلمات بتا دیجئے جن کو میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو (ترجمہ) اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے اور ظاہر اور پوشیدہ امور کے جاننے والے ہر ایک چیز کے پروردگار اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ کوئی معبود تیرے سوا عبادت کے لائق نہیں ہے میں تیرے ذریعہ اپنے نفس کی برائیوں سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک کرانے سے پناہ مانگتا ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کلمات کو جب تم صبح کرو تب بھی کہہ لو اور جب شام کرو تب بھی اور جب اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو تب بھی کہہ لو (ابوداؤد و ترمذی) اور امام ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۳۰ شوال المکرم ۱۳۸۹ھ
۹ جنوری ۱۹۷۰ء

جلد ۱۵
شمارہ ۳۴

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

لاہور کے عظیم الشان جلسہ عام میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کا خطاب

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کے اجلاس ۳۰، ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء اور یکم جنوری سنہ ۱۹۷۰ء کو شیرانوالہ دروازہ لاہور میں منعقد ہوئے۔ جس میں آئندہ انتخابی مہم کے لئے اہم ترین تجاویز مرتب و منظور کی گئیں۔

۲ جنوری کو باغ بیرون موچی دروازہ لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا جس کی کارروائی ملک کے تمام اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ ۳ جنوری کو صوبائی دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ جسے حضرت مفتی محمود صاحب نے خطاب فرمایا اور ایک بیان جاری کیا۔ آج کے اداریہ میں ہم حضرت مفتی محمود صاحب کے پریس کانفرنس کے ارشادات نقل کر رہے ہیں۔

مفتی صاحب نے فرمایا:-

"جمعیۃ علماء اسلام آئندہ انتخابات میں بھرپور حصہ لے گی۔ موچی دروازہ کے جلسہ سے ہم نے اس انتخابی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ اب مغربی و مشرقی پاکستان بھر میں جلسے منعقد کر کے، عوام کو جمعیۃ کے پروگرام سے روشناس کرایا جائے گا۔ اگر علماء کے ۲۲ نکات کی روشنی میں پاکستان کا دستور مرتب ہو گیا، تو وہ سرمایہ داری اور سوشلزم دونوں کا مسکت جواب دے سکے گا۔ کیونکہ اسلامی نظامِ معیشت ہی موجودہ اقتصادی ناہمواریوں کا بہترین حل ہے۔

ہم اپنے منشور کی اساس پر ہر پارٹی کے ساتھ اشتراک اور تعاون کے لئے تیار ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام انفرادی ملکیت کو درست سمجھتی ہے۔ تاہم ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی آمدنی کو ہم سرکاری تحویل میں لینے کے حامی ہیں۔ اگر افراد کے بجائے پارٹیوں کو ووٹ دینے کا طریق اختیار کر لیا جائے تو اس سے بھی ہر طبقہ کو نمائندگی مل سکتی ہے۔ موجودہ طریق انتخاب سے کسی صورت میں بھی عوام کی اکثریت کے نمائندے منتخب ہو کر اسمبلیوں میں نہیں جا سکتے۔

گذشتہ بائیس سال کی محرومیوں اور تلخ تجربات کے بعد ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ انتخابات میں اسلام کے نام نہاد حامیوں سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور امریکہ، برطانیہ کے پٹھوؤں کے بجائے اسلام کے حقیقی حاملوں، غریب عوام اور کسانوں، مزدوروں کو کامیاب کرایا جائے — ہماری جماعت پارٹی انتخابات کے طریق کو دوسری باتوں پر فوقیت دیتی ہے۔ صوبائی خودمختاری اور نمائندگی کے اصول کی باتیں بعد کی ہیں۔ اگر ہم پاکستان کے مختلف علاقوں کے لوگوں کو ایک دوسرے پر اعتماد اور اسلامی اخوت کے جذبہ میں منسلک کر دیں تو تمام ایسے مسائل نہایت خوش گوار فضا میں حل کئے جا سکتے ہیں۔

حکومت کو چاہئے کہ ایوب دور کے وہ تمام قوانین منسوخ کر دے جو اسلام کے اصولوں کے خلاف ہیں۔ تمام سیاسی قیدیوں اور نظربندوں کو رہا کر دے اور عملی شکل میں اسلامی احکام کو نافذ کر دے اس طرح اشتراکیت سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

ملک سے امریکی سامراجیت کے اثرات کا خاتمہ بھی ضروری ہے

جماعت اسلامی سے جمعیۃ علماء اسلام کو مذہبی اور سیاسی دونوں قسم کے اختلافات ہیں۔ بدقسمتی سے ہر وہ بات جو امریکہ کے حق میں جاتی ہے اس جماعت کا مؤقف بن جاتی ہے اور جس بات سے امریکہ کو زک پہنچتی ہو وہ اس کے لئے بھی وجۂ اختلاف ہو جاتی ہے۔

لیبیا کا انقلاب امریکی سیاست کے خلاف تھا۔ جماعت نے اس کی مخالفت کی۔

صدر ناصر امریکی سامراج کے سب سے بڑے دشمن ہیں تو جماعت کی نظروں میں وہ بھی مبغوض ہیں — انڈونیشیا کے سوئیکارنو

اور سوبانڈریو کے معاملے میں اس جماعت کا یہ ہی طرزِ عمل ہے۔ سعودی عرب میں بھی ۲۷ علماء کو پھانسی دے دی جائے تو اس کے نزدیک درست اور مصر میں سیّد قطب کو سزا دی جائے تو اسلام کے خلاف۔

آخر اس صورتِ حال سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ یہ بات ہر محبِ وطن اور اسلام کے شیدائی کے لئے قابلِ غور ہے۔ بہرحال ملک میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات جماعتی طریق کے مطابق ہو جائیں تو ملک کی بہت سی پیچیدگیوں کا حل نکل آئیگا۔

اور ووٹر کی عمر دراصل پندرہ سال ہونی چاہئے کہ اس دور میں ۱۵ سال کا لڑکا بھی خاصا سیاسی شعور رکھتا ہے۔ یہاں تو نمائندگی کا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے تو زیادہ سے زیادہ افراد کو ووٹ کا حق ملنا چاہئے۔

اگر پردے اور شرعی حدود کا مکمل تحفّظ کیا جائے تو عورتیں بھی ووٹ دے سکتی ہیں۔ لیکن آئین سازی کا حق انہیں اسلام نہیں دیتا — غیر مسلموں کو اسمبلی کا رکن اگر منتخب کیا جائے تو ایسا طریقہ وضع ہونا چاہئے جس سے وہ آئین سازی میں شریک نہ ہوں —— اس لئے آئین سازی تو اسلام کے اصولوں پہ ہوگی اور غیر مسلم اسلام پر جب یقین ہی نہیں رکھتے تو ان کا آئین سازی میں حصّہ لینا بالکل غیر منطقی ہے۔

اگر ایک شخص اسلام کے عادلانہ معاشی نظام کو سوشلزم سے تعبیر کرتا ہے تو یہ اس کی فکری اور تعبیری غلطی ہے۔ تاہم محض اس پر اسے کافر قرار نہیں دیا جا سکتا — بہرحال ہم کسی صورت میں بھی سوشلزم کو اسلام کی سطح پر لانے کے روادار نہیں ہیں اور نہ ملک کے نظام میں سوشلزم کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آنے والے انتخابات ملک کے مستقبل کا فیصلہ کرنے والے ثابت ہوں گے۔ اور مسلمانوں کو نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ اپنا ووٹ استعمال کرنا چاہئے۔

پاکستان کو ایک خالص اسلامی مملکت بنا کر ہی ہم اس فرض و عہد سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جسے قیام پاکستان کے وقت برصغیر کی پوری مسلمان قوم نے اپنے ذمّہ لیا تھا

بھارت کے مسلمان بائیس سال سے ہمارے رویّہ کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور یقیناً وہ اپنی تمام بدنصیبیوں کا قیامت کے دن ہمیں ہی ذمہ دار ٹھہرائیں گے۔ اگر ہم نے اب بھی اس ملک کو اسلام کے سانچے میں نہیں ڈھالا۔ خدا ہم سب کی مدد کرے۔

مستند علماء کے لئے نشستیں!

معاصر عزیز چٹان کے رکن ادارہ جناب ممتاز لیاقت صاحب نے "نئے حالات میں عوام اور سیاسی پارٹیوں کی ذمہ داریاں" کے زیرِ عنوان مختلف مسائل پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے :-

- "آئین ساز اسمبلی کی رکنیت کے لئے کم از کم تعلیمی معیار مقرر کیا جائے۔
- ملک کے آئندہ آئین کے لئے قراردادِ مقاصد کو بنیادی حیثیت دی جائے۔
- صحیح اسلامی آئین کی تشکیل و تدوین کے لئے نشستیں مخصوص کی جائیں تاکہ آئین کو شریعت محمدی کے مطابق تیار کرنے کی خاطر صحیح رہنمائی میسّر آسکے۔"

پاکستان کے علماء کرام اور دینی جماعتیں ایک عرصہ سے یہ مطالبہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ صحیح اسلامی آئین کی ترتیب و تدوین کے لئے ضروری ہے کہ ملک کی آئین ساز اسمبلی کی رکنیت کا دائرہ مخصوص اور متعیّن کیا جائے۔ کیونکہ موجودہ حالات کے تحت جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے علاوہ ذی صلاحیّت غریب عوام، کاشتکاروں، مزدوروں، علماء کرام اور وکلاء کا منتخب ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ اور اگر ہم پاکستان میں واقعی اسلامی آئین کا نفاذ چاہتے ہیں تو ماہرین قانونِ اسلامی کو مرکزی اسمبلی میں لانے کے لئے نشستیں مخصوص کرنے کے سوا چارۂ کار نہیں ہے۔

پاکستان کے آئندہ انتخابات میں اگر ماہرینِ قوانین اسلام اور علماء کرام کو اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کے مواقع فراہم نہ کئے گئے تو اسلامی قوانین کے نفاذ و ترویج کا مسئلہ گذشتہ ۲۲ سال کی طرح پھر طاقِ نسیاں کی نذر ہو جائے گا۔

حضرت امروٹی رحؒ کی اہلیہ کا انتقال

حلقۂ خدام الدین میں یہ خبر نہایت صدمے کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ صغریٰ ثانیہ جو حضرت مولانا ابوالخیر محمد شاہ امروٹی مدظلہٗ کی دادی تھیں ۸ شوال کو وفات پا گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر و تحمّل کی توفیق بخشے۔

ادارہ خدام الدین حضرت مولانا محمد شاہ صاحب اور ان کے دیگر اعزہ و اقارب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ (ادارہ)

میاں حبیب الحق صاحب کو صدمہ

جواں سال بیٹے کا اچانک سانحۂ ارتحال

حبیب چوک پیپلز کالونی لائل پور کے مشہور مخیّر اور نیک بزرگ میاں حبیب الحق صاحب کا بڑا لڑکا اور جناب ڈاکٹر لطیف اختر صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کا برادرِ نسبتی میاں محمد شاہد لائل پور اومنی بس کے حادثہ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا —— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

میاں محمد شاہد مرحوم ایف۔ اے کے طالب علم تھے نہایت نیک اور پابندِ صوم و صلوٰۃ تھے۔ اپنے والدین کے فرمانبردار اور شریف الطبع تھے۔ میاں حبیب الحق چونکہ آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئے ہیں اس لئے مسجد میں نماز ادا کرانے کے لئے اکثر میاں محمد شاہد ہی سہارا دیتے کہ اچانک حادثہ کے باعث میاں حبیب الحق کی بظاہری روشنی بھی تاریکی میں تبدیل ہو گئی۔

محمد شاہد مرحوم کی نماز جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے دعائے مغفرت کی اور پیپلز کالونی کے قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا کر کے اسے اپنے والدین کے لئے ذریعۂ شفاعت بنائے اور پسماندگان کو صبر و تحمل کی توفیق بخشے۔

ادارہ خدام الدین جناب میاں حبیب الحق صاحب، میاں عبدالقیوم صاحب، میاں زاہد سرفراز صاحب اور جناب ڈاکٹر لطیف اختر صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

(مجاہد الحسینی ایڈیٹر)

دعائے صحت

ہفت روزہ خدام الدین کے ناظم اشاعت اور معروف شاعر حافظ نور محمد انور صاحب آنکھوں کے اپریشن کے باعث ہسپتال میں داخل ہیں۔ گذشتہ ماہ اپریشن ہوا تھا لیکن بصارت میں نقص کے باعث بارِ ثانی اپریشن کی ضرورت پیش آئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں جلد شفاءِ کاملہ عطا فرمائے۔ (ادارہ)

مجلسِ ذکر — ۱۵ رشوال المکرم ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء

اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے تیار ہو جائیے

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم —— مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم۔
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ہ (الفرقان ع۱)

ترجمہ: وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔

نسخۂ کیمیا

کسی داعیٔ حق اور پیغامبر کو جب بھی اس عالمِ ناسوت میں صحیفۂ آسمانی دے کر بھیجا جاتا ہے تو اس سے پہلے اس کتابِ ہدایت اور نبیٔ برحق کی جستجو اور ضرورت، تشنگی اور طلبِ صادق پیدا کر دی جاتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے بچہ دنیا میں بعد میں آتا ہے اور اس کے لئے اس کی مخصوص غذا ماں کے دودھ کے طور پر پہلے پیدا کر دی جاتی ہے۔ انسان کو بھوک بعد میں لگتی ہے اور اس کے لئے اغذیہ پہلے ہی محفوظ کر دی جاتی ہیں۔ چنانچہ جب انسانوں میں گمراہی اور فسق و فجور درجۂ انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو حق تعالےٰ اپنی ربوبیت کاملہ کے صدقے ان گمراہ انسانوں کو پیغامِ ہدایت نوازش فرماتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنا پیغام اس مخصوص نمائندے اور سفیر کی معرفت عنایت فرماتے ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل صدیوں کی غلامی کے بعد فراعنۂ مصر اور قبطیوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر کسی حقیقی نجات دہندہ کے لئے آرزومند ہو رہے تھے تو اللہ تعالےٰ نے لِکُلِّ فِرْعَوْنٍ مُوْسٰی کے مصداق اس سرکش حاکمِ مطلق اور اس کی گم کردہ راہ قوم کی ہدایت کے لئے اپنے بندۂ خاص یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ان کے معاون ہارون علیہ السلام کو متعین فرمایا۔ سو انہوں نے اعلانِ حق بھی دربارِ شاہی میں کیا اور اپنی قوم کو صدیوں کی غلامی اور ظلم و ستم سے نجات دلا کر نکال لائے بعینہٖ جب عرب تمام مفاسدِ دنیوی کا شکار ہو گئے۔ خدا اور عاقبت کو بھول کر اور فسق و فجور میں مبتلا ہو کر اپنی من مانی کرنے لگ گئے تو غیرتِ حق جوش میں آئی اور حق تعالیٰ شانہٗ نے غارِ حرا کے صائم کو اک نسخۂ کیمیا عطا فرمایا۔ اُس دور میں بھی اس گمراہی اور خدا کی نافرمانی کے سدِ باب کے لئے قوم کے سربراہ اور خیرخواہ شدّت سے کسی ہادی، مُصلح اور ریفارمر کی ضرورت محسوس کرنے لگ گئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ عثمان بن حویرث، عبید، زید بن عمرو، ابوبکر اور ورقہ بن نوفل وغیرہ نہ صرف خطّۂ عرب میں بلکہ ایران و خراسان تک اطراف و اکنافِ عالم میں اس ضرورت کو شدّت سے محسوس کیا جا رہا تھا۔ جیسا کہ سیّدنا سلمان بن الاسلام کو ایک عیسائی راہب کے تشفّیہ پر اپنے وطن و دیار کو خیرباد کہہ کے نبیٔ برحق کی تلاش میں مصائب و آلام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی جستجو میں قرب و جوارِ یثرب میں پہنچ گئے۔

طلبِ حق

تلاوت کردہ آیتِ گرامیہ میں "الفرقان" جو ارشاد فرمایا گیا ہے کچھ حضرات نے اُس سے مراد قرآنِ حکیم لی ہے لیکن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "فرقان" قرآن حکیم کی ایک مخصوص اصطلاح قرار دی ہے۔ جس طرح فرمایا کہ فرقان اس قوتِ فارقہ بین الحق والباطل کو کہا جاتا ہے جو نیک و بد، کفر و اسلام، توحید و شرک میں تمیز کر سکے۔ چنانچہ ہر کتابِ الٰہی کے نزول سے قبل لوگوں میں ایک ایسا قومی احساس پیدا کر دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے روزمرّہ کے اعمال کو دیکھ کر کڑھتے ہیں اور اصلاح و تہذیب کی شدّت سے ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ جب یہ تشنگیٔ طلبِ حق اُن میں پیدا ہو جاتی ہے تو وہ پھر چشمۂ آب کی تلاش میں نکلتے ہیں جو اُن کی پیاس کو دُور کر سکے۔ امام ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا یہ ہے کہ اگر فرقان پہلے سے نہ پیدا کر دیا جائے تو کتابِ ہدایت کی چنداں قدر نہیں کی جاتی کیونکہ جب لوگ ضرورتِ اصلاح ہی محسوس نہ کرتے ہوں تو انہیں اُس کی طرف توجّہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یہ ایسے ہی ہے کہ بھوک اور پیاس نہ ہو تو کیسے ہی لذیذ و عمدہ کھانے اور مشروبات پیش کئے جائیں تو بلا ضرورت کوئی نگاہ بھی اُٹھا کر نہ دیکھے گا۔ یعنی جب بھوک ہی نہیں ہے تو کھانے کی ہر چیز بیکار ہے۔ ایک حدیثِ نبوی ہے اِنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ فَعَلِمُوْا مِنْ کِتٰبٍ وَ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ ط لوگوں کے سویدائے قلب میں امانت کا نزول ہوا۔ اس لئے انہوں نے کتاب و سنّت کی تعلیم حاصل کی اور ان سے بہرہ اندوز ہوتے۔ یہاں پر ارشادِ نبوی میں امانت سے مراد یہی فرقان ہے جو

(باقی ص۱۱ پر)

سرمایہ داری اور سامراج کی حفاظت کے لیے اسلام کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی" مفتی محمود

اسلامی نظام میں نجی ملکیت کی حد حرام و حلال سے متعین ہو گی

سامراجی اثرات کا خاتمہ کیے بغیر پاکستان کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا

۲ جنوری کو لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا مفتی محمود نے اعلان کیا کہ پاکستان میں سرمایہ داری اور سامراجی اثرات کے تحفظ کے لیے اسلام کے استعمال کی اجازت نہیں دی جائے گی اور ملک میں قرآن و سنت کی ابدی روشنی میں ایک ایسا نظام پیدا کیا جائے گا جس میں حکومت عام شہریوں کی بنیادی ضروریات کی کفیل ہو اور محنت کے استحصال بالجبر کی تمام راہیں بند ہو جائیں۔ مولانا نے واضح کیا "حلال ذرائع کی کمائی سے کوئی تعرض نہیں ہونا چاہیے لیکن حرام ذرائع سے پیدا ہونے والی دولت ساری کی ساری بحق سرکار ضبط ہونی چاہیے"۔

مفتی محمود بعد نماز جمعہ باغ بیرون موچی دروازہ میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ اس بھاری اجتماع کے ساتھ جمعیۃ نے اپنی انتخابی مہم کا آغاز کیا۔ مفتی محمود نے خبردار کیا کہ پاکستان کو سرمایہ داری کے علاوہ سامراج کے ایجنٹوں کی ریشہ دوانیاں برداشت نہیں کی جائیں گی۔ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے صدر مولانا عبید اللہ انور جلسے کے صدر تھے اور سٹیج پر جمعیۃ کے صدر حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی سمیت تمام اکابر علمائے کرام موجود تھے۔ مولانا درخواستی نے جلسہ شروع ہونے سے قبل نماز جمعہ اور بعد میں نماز عصر پنڈال ہی میں پڑھائی جلسہ نہایت صبر و سکون سے دو گھنٹے جاری رہا، سارا وقت دو مقررین کو دے دیا گیا تھا۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹہ مفتی محمود اور نصف گھنٹہ غلام غوث ہزاروی نے خطاب کیا۔

مفتی محمود نے سیاسی سرگرمیوں کے نئے دور کا آغاز کیا اور نئے دور کا ذکر کرتے ہوئے کہا پاکستان کی تاریخ میں اگلے ۹ ماہ انتہائی اہم اور نتیجہ خیز ہوں گے اس دور میں قوم کو اپنے اور وطن عزیز کے مستقبل کے بارے میں تاریخی فیصلے کرنے ہوں گے اور اس امر کا تعین کرنا ہو گا کہ پاکستان میں کس قسم کا آئین اور کیسا نظام قائم کیا جائے، لہٰذا عوام پر بالخصوص فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ تمام جماعتوں اور ان کے رہنماؤں کے کردار و اعمال کا اچھی طرح جائزہ لیں اور سوچ سمجھ کر اپنے مستقبل کے متعلق فیصلہ صادر کریں اگر عوام اس مرتبہ

جمعیۃ علما اسلام کی جانب سے محنت کشوں کے حقوق کی پرزور حمایت

بھی دھوکے اور لالچ کا شکار ہوئے تو اپنی مصیبتوں میں اضافہ کرنے کے علاوہ ملک سے غداری کے مرتکب ہوں گے۔

آئین کا سوال

مفتی محمود نے کہا جمعیت علمائے اسلام نے مجبوراً انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ آئندہ انتخابات کے ذریعے قائم ہونے والی اسمبلی کو ۱۲۰ دنوں میں ملک کا نیا آئین تیار کرنا ہو گا۔ انہوں نے کہا یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا مگر افسوس کہ یہاں نہ اسلامی دستور نافذ کیا گیا نہ عوام کو اسلامی اقدار کے مطابق زندگی بسر کرنے کے مواقع مہیا کیے گئے آزادی کے بائیس سال گزرنے کے بعد بھی آج یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم پھر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سے ابتداء کر رہے ہیں۔ ملک کا پہلا آئین ۱۹۵۶ء میں نافذ کیا گیا جسے نفاذ کے دوران ہی جمعیت اسلام نے غیر اسلامی اور غیر جمہوری قرار دیا تھا۔ ایوب خان نے ۱۹۶۲ء میں جو آئین نافذ کیا وہ پہلے سے بھی زیادہ ظالمانہ اور غیر جمہوری تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم صاف گوئی کے عادی ہیں اور واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر نئی دستور ساز اسمبلی نے بھی غیر اسلامی اور کفر پرستی آئین نافذ کرنا چاہا تو ہم ایسے آئین کے خلاف بھرپور جدوجہد کرنے سے گریز نہیں کریں گے اور ہمیں خواہ کتنے ہی مصائب کا سامنا کرنا پڑے ہم اب اس ملک میں غیر اسلامی آئین کا نفاذ ہرگز برداشت نہیں کریں گے

جمعیت کے جنرل سیکرٹری نے پاکستان میں اسلامی آئین کے نافذ نہ ہونے کی تمام ذمہ داری ان تمام افراد اور جماعتوں پر عاید کی جو گزشتہ بائیس سال میں حکمران رہ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا ان افراد اور جماعتوں نے اپنے فرائض سے پہلو تہی کر کے اسلام اور قیام پاکستان کے مقصد کے ساتھ غداری کی ہے۔ انہوں نے کہا جو لوگ اپنی گھریلو اور نجی زندگی میں اسلامی اقدار رائج نہیں کر سکتے، ان سے پاکستان کے پیمانے پر اسلامی نظام کے قیام کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟ گزشتہ بائیس برس میں تمام حکمران یہی کہتے رہے کہ وہ ملک میں اسلامی نظام رائج کریں گے۔ لیکن جن کے دامن غریبوں کے خون سے تر ہوں جن کے منہ بھیڑیئے کی طرح غریبوں کے خون سے سرخ ہوں۔ ایسے ظالم لوگ پاکستان کے غریب عوام کے مسائل کیونکر حل ہو سکتے ہیں؟

(باقی آئندہ)

اشاعتِ اسلام اور تلوار

(قسط ۳ (آخری))

از صوفی عبدالواحد ایم اے

اس کے باوجود بھی ہندوؤں نے مسلمانوں کو اچھوت، ملیچھ اور چنڈال کا درجہ اور لقب دیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو پاکستان کا مطالبہ کرنا اور منوانا پڑا۔ اگر اورنگ زیب روزانہ سوا سیر زنار اتروا کر جلاتا اور ہر روز سینکڑوں ہندوؤں کو بجبر مسلمان بناتا تو آج ہندو دوائی کے لئے بھی میسّر نہ آتا۔ مگر سرچھوٹو رام و دیگر غیر مسلم مؤرخوں کے قول کے مطابق وہ پارسا اس پاپ (گناہ) کا مرتکب نہیں ہوا۔

اسی ہندوستان کے وسط میں راجپوتانہ کے مقتدر، مغرور اور غیور راجپوت بھی بستے تھے۔ ان میں ایک رسم جوہر پائی جاتی تھی کہ جب انہیں اپنی ہزیمت کا یقین ہو جاتا تو وہ دوسروں کی غلامی پر موت کو ترجیح دیتے۔ اپنی کل متاع کو آگ لگا کر اور زن و بچہ کو خود قتل کر کے ایک دوسرے کی تلوار سے ڈھیر ہو جاتے اور اس طرح دشمن کے منصوبہ اور اپنی آرزو کو خاکستر بنا کر نام پیدا کر جاتے۔ اگر انہیں بجبر مسلمان بنانے کے لئے ان پر بجبر اسلام یا موت کی تمام راہیں مسدود کر دی جاتیں تو وہ اپنی غیرت و حمیت کے "لازماً" جوہر دکھلاتے اور بزور مسلمان ہونے پر موت کو ترجیح دیتے اور یہ سانحہ گیت یا داستان بن کر تاریخ کے دامن میں محفوظ رہتا۔ مگر ہندوستان کی پوری تاریخ ایسا کوئی واقعہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جس سے صاف عیاں ہے کہ وہ غیرت و حمیت کے پیشِ نظر لاکھوں کی تعداد میں بجبر اسلام قبول نہ کرتے۔ انہوں نے اتنی کثیر تعداد میں اسلام محض اس کی تعلیمات سے متاثر ہو کر قبول کیا۔ یہی حال افغانوں کا رہا۔

تاتاریوں کی تباہ کاریاں

مغول تاتار کا جب سیلاب آیا تو انہوں نے تبت خورد سے عراقین کی انتہائی سرحد تک نہ صرف قتل و غارت اور خونریزی کی۔ بلکہ علوم اسلامیہ کو بھی ناپید کر دینے کا اہتمام کیا۔ بغداد پر جب مغول کا قبضہ ہوا تو اس روز دریائے دجلہ میں اتنے کتب خانے پھینکے گئے کہ تین شبانہ روز تک دریا کا پانی قلمی کتابوں کی سیاہی سے سیاہ رہا۔ اور بغداد کے گلی کوچوں میں خون کے نالے بہتے رہے۔

لیکن تھوڑی دیر بعد خون آشام فاتح قوم نے اپنی سطوت و جبروت کے باوجود حلقہ بگوش اسلام ہو کر اپنی پیشانی رب العالمین کے دربار میں خاک پر رکھ دی ـــــ اور "خادم اسلام" کے لقب کو "خاقان ابن خاقان" کے لقب سے بڑھ کر باعث فخر و مباہات سمجھتے رہے۔

اس بے مثل شہادت سے اسلام کے اندر تسخیر قلوب کی تاثیر اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ اس خاندان میں سب سے پہلا خاقان نکودر مسلمان ہوا جو ہلاکو کا بھائی تھا اور بچپن میں اصطباغ (عیسائیت) پا چکا تھا۔ پھر سلطان غازان مسلمان ہوا جو ان سب سے زیادہ پر سطوت، بارعب بادشاہ تھا۔ بعد ازاں اس کا بھائی سلطان محمد نیدو مسلمان ہوا جس نے بپتسمہ بھی پایا تھا، اس کا عیسائی نام نکولس تھا۔ مغول کی دوسری شاخ میں چنگیز خاں کا پڑپوتا براق خان مسلمان ہوا پھر تغلق تیمور خان کے مسلمان ہو جانے پر کل علاقہ ہی اسلام میں داخل ہو گیا۔

بیت المقدس کی صلیبی جنگ کے موقع پر یورپ بھر کے پُرجوش اور متدین امراء بھی صلیبی علم کے نیچے جمع ہو گئے تھے۔ انہیں مسلمانوں سے سخت نفرت تھی۔ لیکن جب انہیں مسلمانوں کے اخلاق و عادات اور باہمی اختلاط سے معاشرت و معاد کے طریق سمجھنے کا اتفاق ہوا تو اکثر نائٹ، فرنگی مجاہدین اور پادری ہادی مسلمان ہو گئے۔

یہ انقلاباتِ اُمم اس بات کی بیّن دلیل ہیں کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا یہ اسلام کا سب سے بڑا معجزہ ہے کہ جو فرد یا قوم اسلام کے خلاف شمشیر بکف ہوئی۔ وہی اس کے اثر و تاثیر سے حلقہ بگوش اسلام ہو کر شپرہ چشم اور متعصب اور غیر مسلم مؤرخین اور معترضین کے لئے سرمایۂ بصیرت سے تاریخ کا دامن بھر گئی۔

دورِ رشد کے محاربات

بعض معترضین خلفاءِ راشدین کے عہد کے محاربات کی طرف انگشت نمائی کرتے ہیں کہ قیصر و کسریٰ کو، جنہوں نے دنیا کو باجگذار بنا رکھا تھا خلفاءِ راشدینؓ نے زیرِ نگین کر لیا اور ان کی قوت و سطوت کے پرخچے اڑا دیئے۔ لیکن یہ سب کچھ تنگ آمد بجنگ آمد کے تحت ہوا۔ ان کا ہر قدم مدافعانہ تھا، جارحانہ نہ تھا۔ اور ان کا مقصد عالمگیر امن قائم کرنا۔ اور معاہد۔ کے ساتھ ساتھ جملہ مذاہب کو کامل آزادی اور امن کی دولت سے بہرہ مند کرنا تھا جس کی طرف قرآن کریم نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:۔

"اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو نصاریٰ کی خانقاہیں، عبادت خانے، یہود کی عبادت گاہیں اور مسلمانوں کی مسجدیں، جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے گرا دی جاتیں"۔ (الحج ۱۷ : ۱۲)

دورِ رشد کے محاربات۔ ان حدود و قیود کے اندر لڑے گئے جن کی قرآن کریم نے یوں نشاندہی کی ہے:۔

۱۔ "کیا تم اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسموں اور اقرار کو توڑا اور رسولؐ کو مدینہ سے نکال دینے کا قصد کیا۔ نیز اس بارہ میں ابتدار بھی ان ہی کی طرف سے ہوئی ہے"۔ (التوبہ ۱۰/۲)

۲۔ اور اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ فتنہ و فسادات مٹ نہ جائے"۔ (البقرہ ۲ : ۸)

۳۔ "اور اگر وہ صلح کی طرف راغب ہوں تو آپ بھی صلح کو ترجیح دیں"۔ (الانفال ۱۰ : ۴)

اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جسے اگر کسی سے جنگ کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا تو اس نے ہمیشہ حدود اللہ کا احترام کیا اور اس سے رائی بھر بھی تجاوز نہ کیا۔ مجاہدین اسلام کے پیش نظر

(باقی ص۱۲ پر)

بینات اسلام

مسلمان خواتین کا ایثار

مولانا عبد الرحمٰن نگرامی

• خدا پر سب کچھ قربان • ذو النطاقین • عظیم الشان ایثار

• صحت پر خدا کی جزا کو ترجیح • نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت ،

خدا پر سب کچھ قربان

ایک انصاریہ کے تمام اعزّا و اقربار ایک جنگ میں شہید کر دیئے گئے۔ لوگوں نے انھیں خبر پہنچائی۔ لیکن ان کا پہلا سوال یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں ؟ لوگوں نے جب آپ کی خیریت کا مژدہ سنایا تو وہ خوشی سے پھولی نہ سمائیں اور کہا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں تو ایسی ہزار جانیں ان پر قربان کی جاسکتی ہیں، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے واپس تشریف لائے کیونکہ میدان جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد زخم لگے تھے تو سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار انصار کی والدہ۔ کبیشہ بنت رافع دوڑتی ہوئی آئیں اور قدموں پر گر پڑیں، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کی صحت و سلامتی سب سے بڑی چیزیں ہیں۔

ذوالنطاقین

جب رسالت پناہؐ نے مکہ سے ہجرت کا قصد کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں آپ کے لیے ناشتہ تیار کیا گیا، عجلت میں ناشتہ باندھنے کے لیے کوئی چیز نہ ملتی تھی۔ حضرت اسمار نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر دیئے، ایک سے ناشتہ باندھا ایک خود باندھا، اس تاریخ سے آپ کا لقب ذوالنطاقین ہو گیا، یہ خاتون بڑی بہادر اور جوانمرد تھیں، عبداللہ بن زبیر رضؓ انھیں کے بطن سے تھے

عظیم الشان ایثار

ان سب سے بڑھ کر وہ عظیم الشان

بروا آباءکم تبرکم ابناؤکم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایثار ہے جو ازواج مطہرات اور امہات المومنین نے ظاہر فرمایا۔ بعض ازواج مطہرات رضؓ نے کچھ فرمائشیں کی تھیں اسی بارہ میں آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(ترجمہ) اے نبیؐ تم اپنی ازواج مطہرات

گذشتہ سے پیوستہ

سے کہہ دو کہ اگر وہ حیات دنیاوی اور متاع فانیہ کی خواہش رکھتی ہیں تو آؤ میں تمھیں دوں، اور پھر چھوڑ دوں لیکن اگر تم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور دار آخرت کی خواہش رکھتی ہو تو یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں تو ثواب جزیل ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو پہلے آپؐ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں، اس کے جواب میں عجلت کی کوئی ضرورت نہیں۔ والدین سے مشورہ کرنے کے بعد اس کا جواب دو۔ آپؐ نے واقعہ کی تشریح فرمائی حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا، اس بارے میں والدین سے مشورہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے خدا اور رسولؐ کو اختیار کیا، اس کے بعد آپؐ اور ازواج کے پاس گئے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ کے واقعہ کو بیان فرمایا تو سب نے ان کی تائید کی۔ اس مایۂ نازش مسلمان کے اس صحیح ارشاد کے بعد کیا ہم یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ جنس لطیف کے افراد نے بھی اسلام کی تاریخ میں اپنے ایثار کے بے نظیر اور عدیم المثال نمونے یادگار چھوڑے ہیں۔

صحت پر خدا کی جزا کو ترجیح

یہ تو ازواج مطہرات کی کیفیت تھی۔ عام عورتیں بھی اس کا ہر ہر موقع پر لحاظ رکھتی تھیں چنانچہ سعیرہ اسدیہ رضؓ نے ایک بار حضور اقدسؐ کی خدمت میں شکایت کی اور دعائے صحت کے لیے درخواست کی۔

(باقی ص۱۵ پر)

بدعنوان افسروں کے دلچسپ اور سبق آموز واقعات

جناب محمد علی سابق وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی کا ایک انگریزی مقالہ دو اقساط میں مؤرخہ ۷ر اور ۱۴ر دسمبر ۱۹۶۹ء کو روزنامہ "پاکستان ٹائمز" کے سنڈے ایڈیشن میں شائع ہؤا ہے۔ نصیحت آموز انکشافات کے پیش نظر احقر اردو ترجمہ کرکے قارئین خدام الدین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ (محمد عثمان غنی)

۱: گھی کے دیگچے بطورِ رشوت!

ایک سب جج رشوت خور اور بددیانت ہونے کی وجہ سے کافی بدنام تھا۔ ہم بار کے ممبروں کو یقین تھا کہ ایک نہ ایک روز وہ دھر لیا جائے گا اور حقیقتاً ایسا ہی ہؤا۔ اُس کے خلاف محکمانہ انکوائری ہوئی۔ لیکن کسی نہ کسی صورت اُس نے جان بخشی کرالی اور بالآخر اپنا وقت پورا کرکے وہ ریٹائر ہوگیا۔ اس کا کام یہ ہؤا کرتا تھا کہ وہ مقدمہ کے دونوں فریقوں سے رشوت لیا کرتا تھا اور مقدمہ کا فیصلہ حالات کی حقیقت پر کیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ کامیاب فریق تو اُس کے خلاف ایک حرف نہ کہتا اور ناکام فریق اگر کسی سے شکایت کرتا بھی تو —— سُنی اَن سُنی کر دیتے۔ کیونکہ جھوٹے کو سب بد اعتماد گردانتے۔ ایک دفعہ ایک مقدمہ کے دونوں فریقوں سے اُس نے گھی لانے کو کہا۔ اتفاق کی بات کہ دونوں گھی کے دیگچے لائے جو تقریبًا ایک ہی شکل اور ایک ہی سائز کے تھے اور دونوں اُس کے گھر چھوڑ آئے۔ مقدمہ کا فیصلہ سُنایا گیا تو اس کے بعد دونوں فریق اس کے گھر اپنا اپنا دیگچہ لینے کے لئے گئے۔ نوکر نے ایک کا برتن دوسرے کو اور دوسرے کا پہلے کو دے دیا۔ ناکام فریق نے اپنا برتن پہچان لیا۔ اور اپنے وکیل سے بتایا۔ وکیل نے چپکے سے یہ بات جج کو بتائی۔ تو اس نے نہایت ڈھٹائی سے جواب دیا کہ تمہارے مؤکل کو چاہیئے کہ اپنا برتن دوسرے فریق سے جاکر بدل لے۔ کیونکہ میں نے تو دونوں سے قیمتاً گھی خریدا تھا۔ برتن تبدیل ہو گئے تو کون سی بڑی بات ہے؟

۲: "ماہانہ راشن" واپس کرنا پڑا

۱۹۲۰ء کے اواخر کا ذکر ہے۔ ضلع ہزارہ میں ایک مجسٹریٹ تھا جو بدمعاشوں کا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہونے کے باعث مشہور تھا۔ ایک روز ایک عادی مقدمہ باز دیہاتی دو بوری گندم اور ایک کنستر گھی بطور "ماہانہ راشن" کے علاقہ مجسٹریٹ صاحب کے ہاں لے کر حاضر ہؤا۔ سامان گھر پہ دے کر جب وہ کچہری پہنچا تو اُسے معلوم ہؤا کہ مجسٹریٹ کے تبادلہ کے فوری احکام صادر ہو چکے ہیں۔ اور وہ اُسی روز وہاں سے رخصت ہونے والے ہیں۔ وہ فوراً پلٹا اور مجسٹریٹ کے گھر جاکر اُس نے اپنے "ماہانہ شکرانہ" کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ مجسٹریٹ نے کہا، کہ بھائی اب تو کچھ نہیں ہو سکتا میں نے تو وہ اشیاء بازار میں برائے فروخت ارسال کر دی ہیں۔ دیہاتی نے اصرار کیا۔ اور بدتمیزی پر اتر آیا۔ دریں اثنا وہاں پر ایک انبوہِ کثیر جمع ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد نوکر بازار سے واپس آگیا۔ مجسٹریٹ نے خاموشی سے قیمت نوکر سے لے کر دیہاتی کو دے دی اور خود "پاک صاف" ہوکر وہاں سے رخصت ہو گیا۔

۳: ہائے میری توبہ

اب ایک اور مجسٹریٹ کا حال سُنئے جو نہ صرف رشوت خور تھا، بلکہ بد مزاج بھی تھا۔ ایک بار وہ ایبٹ آباد کے قریب ایک دوہرے قتل کے کیس کی تحقیقات کر رہا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر مقدمہ کو طویل بنا دیا۔ نتیجۃً دونوں فریقوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا۔ گاؤں کے معززین کے بیچ بچاؤ سے فریقین نے کچہری کے باہر آپس میں صُلح کر لی اور فیصلہ کر لیا کہ اس بد مزاج مجسٹریٹ کو مقدمہ کو لٹکائے رکھنے پر "سبق" سکھائیں گے۔ دونوں فریقوں نے اپنے اپنے وکیلوں کے ذریعے الگ الگ درخواستیں دیں کہ مجسٹریٹ صاحب "جائے وقوعہ" کا معائنہ کریں۔ اس نے سوچا یہ تو دونوں فریقوں کو پھانسنے کا اچھا موقعہ ہے۔ لہٰذا فوراً رضا مند ہو گیا۔ اُس نے صرف اپنا ذاتی عملہ ساتھ لیا جو اُس کے معتمد تھے۔ اور حرام کمائی کے حصے دار بھی تھے۔ پولیس کا حفاظتی دستہ عمداً ساتھ نہ لیا تاکہ "مال" اپنے ہی ہاتھ آئے۔ جونہی وہ گاؤں کے حجرہ میں پہنچا۔ دونوں پارٹیوں نے اُسے پکڑ کر اس کے پاؤں سر کے ساتھ باندھ دیئے اور گاؤں کے باہر ایک کھڈ میں اُلٹا لٹکا دیا۔ بڑی منت سماجت کرتا رہا لیکن ان لوگوں نے سُنی اَن سُنی کر دی۔ آخرکار اس نے حلفیہ وعدہ کیا کہ میں دونوں پارٹیوں کو بَری کر دُوں گا اور اس واقعہ کو حکام بالا تک نہیں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس نے بہرحال اپنے وعدہ کا پاس نہ کیا اور اُتے ہی مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے دونوں فریقوں کو سزا کا حکم سنا دیا اور ساتھ ہی جو اُس کے ساتھ بیتی تھی اس کی رپورٹ ڈپٹی کمشنر کو لکھ کر دے دی۔ ڈپٹی کمشنر اُس کے افعالِ بد سے اچھی طرح باخبر تھا جب اُسے دونوں فریق کے وکیلوں نے اصل ماجرے سے آگاہ کیا تو وہ بڑا ہنسا اور دیہاتیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔

۴: برقعہ پوش "عورت" درحقیقت "مرد" تھا

ایک تحصیل دار بہت زانی تھا۔ ایک مرتبہ وہ ایک گاؤں کے دورے پر گیا۔ اُس علاقہ کے سب انسپکٹر آف پولیس کو تحصیل دار سے کوئی ذاتی رنجش تھی اور وہ اس کو "مزا" چکھانا چاہتا تھا۔ اس نے ایک نوجوان بیوہ عورت کو تحصیلدار کے پاس بھیجا کہ جا کر کہے حضور! میری داستانِ غم سماعت فرمائیں (جو کہ ساری کی ساری فرضی تھی)، تحصیل دار نے کہا کہ "شام کو گاؤں کے باہر میرے کیمپ میں آنا۔ اس وقت میں مصروف ہوں۔" شام کو بُرقعہ پوش عورت کیمپ میں گئی اور اپنے سسرال والوں کی اذیتوں کا حال بیان کیا۔ تحصیل دار نے ہمدردی کی۔ اور کہا کہ کل صبح وہ کوڑے مارنے والوں کو بھیجے گا تاکہ آئندہ کے لئے سسرال والوں کو تنبیہ ہو اور پھر وہ ایسا نہ کر سکیں۔ جب "عورت" خیمے سے نکلنے لگی تو تحصیل دار کو شرارت سُوجھی اور اُس نے دست اندازی کرنا چاہی۔ جونہی اُس نے نقاب اٹھائی تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ عورت نہیں تھی بلکہ ایک پولیس کانسٹیبل تھا۔ شرمسار ہوکر تحصیل دار اگلی صبح کو مُنہ اندھیرے ہی گاؤں سے نکل گیا۔

اس واقعہ سے بہر حال اس کو سبق ضرور ملا کہ آئندہ کے لئے افعال بد سے توبہ کر لی۔

۵:- فرضی بل بنانے والا اوورسیئر

ایک اوورسیئر تھا کہ ڈسٹرکٹ بورڈ نے آغاز ملازمت میں پہلا کام یہ سونپا کہ وہ ایک قصبہ میں مسجد تعمیر کروائے۔ اس کام سے اُسے تھوڑی بہت "بچت" ہوئی جب ہمیں اس بری حرکت کا علم ہوا تو ہم نے فوراً یہ خیال کیا کہ جس نے مسجد جیسے مقدس مقام کی تعمیر میں بھی رشوت لے لی ہے یقیناً ایک نہ ایک روز اس کو یا اس کے گھر والوں کو غم کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ لیکن حیرت کا مقام ہے کہ وہ اپنی ملازمت کے تیسویں سال تک خوب خوش و خرم رہا۔ اپنی ریٹائرمنٹ سے تھوڑے دن قبل اس کو ایک سڑک کی مرمت اور کچھ پلوں کی تعمیر کا کام سونپا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اُس نے ڈسٹرکٹ بورڈ کے ڈپٹی کمشنر کے سامنے تمام کام کا آخری بل منظوری کے لئے پیش کیا۔ دریں اثنا ڈپٹی کمشنر کو علم ہو گیا کہ سڑک کی مرمت وغیرہ پر قطعی طور پر کوئی کام نہیں ہوا اور بل جعلی ہے۔ جب معائنہ کیا گیا تو بات درست نکلی۔ چیئرمین نے اوورسیئر سے جواب طلبی کی۔ جواب بھی بڑا پرمغز اور دلچسپ تھا۔ اُس نے لکھا کہ چھ سات میل کا سڑک کا ٹکڑا اور تمام کے تمام پُل زبردست بارشوں کی وجہ سے بہہ گئے ہیں۔ شومئی قسمت کہ بے چارے کا بیان سرکاری ریکارڈ نے غلط کر دیا۔ محکمہ موسمیات نے بتایا کہ اس پورے عرصہ میں وہاں بارش کا قطرہ تک نہیں گرا۔ آخر کار اس کو برطرف کر دیا گیا۔

۶:- بیوی کی آمدنی

ایک ماتحت جج تھا۔ اُس کے پاس ایک خاص تکنیک تھی۔ وہ بدعنوان تو تھا لیکن تھا بڑا قابل۔ اُس کا کام یہ تھا کہ شک و شبہ سے بچنے کے لئے وہ بنکوں سے روپیہ قرض لیا کرتا تھا، اور واپس کرنے کا نام نہ لیتا۔ آخر قرض خواہ مقدمات دائر کر کے اپنی رقوم عدالتوں کے ذریعے وصول کرتے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ اُس کی تنخواہ کا ۱/۲ حصہ تو سرکاری خزانہ میں جمع ہو جاتا کیونکہ اس نے اپنے پراویڈنٹ فنڈ سے قرض لے رکھا تھا اور باقی تنخواہ کا خطیر حصہ ایک بنک کو چلا جاتا جو اس کا قرض خواہ تھا اور عدالت کی طرف سے احکامات صادر ہو چکے تھے کہ اس کی تنخواہ سے کٹوتی کی جائے۔ پورے چھ ماہ تک اس کو نصف تنخواہ ملتی رہی۔ سرکار کی طرف سے اس سے پوچھا گیا کہ اس معمولی پس انداز پر اس کا گذارہ کیونکر ہوتا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ "میں اپنی بیوی کی آمدنی پر گزر کرتا ہوں"۔ حکام بالا نے اُس کے بیان کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے انکوائری قائم کر دی۔ پتہ چلا کہ اس کا خسر کئی سال ہوئے نادہند مقروض کی حیثیت سے مر چکا ہے۔ جج کی بات بھی بعید از حقیقت نہ تھی۔ کیونکہ در اصل یہ بیوی ہی تھی جو اپنے خاوند کی بجائے رشوت وصول کیا کرتی تھی۔ بہرکیف جس وقت تک حکومت نے کوئی موثر کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا تو جج کی مدت ملازمت پوری ہو چکی تھی اور اُس کو ریٹائر ہونے کی اجازت دے دی گئی تاکہ وہ اپنے ناجائز کمائے ہوئے مال پر بقیہ عمر گذار سکے۔

۷:- مرغی فروش انسپکٹر آف سکولز

کافی دیر ہوئی ایک انسپکٹر آف سکولز تھا۔ وہ ہمارے ضلع کے کم آمدنی والے پرائمری سکول ماسٹروں سے مرغیاں اور انڈے اکٹھے کیا کرتا تھا۔ اس لئے وہ اپنے نوکر کے ذریعے انہیں بازار میں فروخت کر دیا کرتا۔ ایک مجسٹریٹ کہیں سے نیا نیا تبدیل ہو کر آیا اور اس انسپکٹر کے پڑوس میں مکان لے لیا۔ مجسٹریٹ نے ایک وکیل سے دریافت کیا کہ مجھے سستی اور اچھی مرغی اور انڈے کہاں سے دستیاب ہو سکیں گے؟ وکیل نے شرارت کی اور کہا کہ فلاں نام کا ایک شخص آپ کے اپنے محلہ میں ہی رہتا ہے۔ وہ انڈے اور مرغی کا کاروبار کرتا ہے۔ مجسٹریٹ اور انسپکٹر کا تعارف نہ تھا۔ مجسٹریٹ نے اپنے نوکر کے ہاتھ رُقعہ بھیجا کہ مجھے دو مرغیاں درکار ہیں۔ جونہی انسپکٹر نے وہ رقعہ پڑھا، وہ آگ بگولہ ہو گیا اور ڈپٹی کمشنر سے شکایت کی کہ مجسٹریٹ نے میری ہتک کی ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے مجسٹریٹ کو بلایا اور وضاحت طلب کی۔ مجسٹریٹ نے اپنی طرف سے ڈپٹی کمشنر کو یقین دلایا کہ اُسے انسپکٹر موصوف کے عہدہ یا مرتبہ کا قطعی طور پر علم نہ تھا اس نے مزید کہا کہ اُسے ایک معزز شخص نے بتایا تھا کہ وہ (یعنی انسپکٹر) انڈے اور مرغیاں بیچتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر اس عقل مندانہ وضاحت پر خوب ہنسا۔ انسپکٹر سر جھکائے گھر کو چلا گیا۔ اُس کی ملازمت کے کاغذات میں تحریر ثبت کر دی گئی کہ وہ "چھوٹے پیمانے پر ایک انڈہ اور مرغی فروش بھی ہے۔"

۸:- نرالا نظام عدل و انصاف

۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے کہ ہمارے علاقہ میں ایک سب ڈویژنل مجسٹریٹ تھا۔ جو رشوت کے باعث بہت مشہور و معروف تھا۔ اس کا کام یہ ہوتا کہ وہ زیادہ تر وقت ڈپٹی کمشنر کی چاپلوسی میں گذارتا۔ وہ سیاسی رہنماؤں کی حرکات و سکنات کی جاسوسی کیا کرتا اور عدالتی کام اُس نے اپنے ریڈر پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر کے سپرد کر رکھا تھا اکثر اوقات بہت ہی اہم نوعیت کے مجرمانہ مقدمات کی سماعت بھی اُس کی عدم موجودگی میں ہی ہوتی۔ ڈپٹی کمشنر جو ایک انگریز افسر تھا۔ اُس سب ڈویژنل مجسٹریٹ کو بہت ہی اچھا آدمی سمجھتا تھا۔ اور وکلاء کی شکایات پر کان نہ دھرتا۔ ایک مرتبہ ایک سینئر وکیل اُس کی عدالت میں جا رہا تھا جو اس کے صدر مقام سے تقریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر تھی۔ اس کی راستے میں مجسٹریٹ سے ملاقات ہو گئی جو ڈپٹی کمشنر کے پاس جا رہا تھا۔ وکیل نے اُس سے کہا کہ مجھے آپ کی عدالت میں ایک قتل کے مقدمہ کی پیروی کرنا ہے۔ مجسٹریٹ نے کہا آپ چلیں اور میری عدم موجودگی میں مقدمہ شروع کر دیں اور گواہوں پر جرح کریں۔ جب وکیل عدالت میں پہنچا تو اُس نے دیکھا کہ پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر مقدمہ کی سماعت کے لئے پا بر رکاب ہے پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر نے گواہوں پر اپنی جرح سٹینو کو قلمبند کرا دی۔ لیکن وکیل نے اپنی جرح محفوظ رکھی۔ جب مقدمہ ختم ہو گیا تو ملزم کا معائنہ کیا گیا اور اس پر فرد جرم عاید کر دی گئی۔ اسی وقت پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر نے ملزم کو سیشن سپرد کرنے کے احکامات بھی قلمبند کروا دیئے۔ وکیل مقدمہ کی پیشی کے بعد واپس آتے ہوئے تقریباً اسی مقام پر مجسٹریٹ سے ملا جہاں وہ صبح آپس میں ملے تھے اور اس نے اُسے بتایا کہ ملزم سیشن سپرد ہو گیا ہے۔ دونوں اس فوری، اور نرالے طریقہ عدل پر خوب مطمئن ہوئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مدظلہ العالی

کی

زندگی کی ایک جھلک

محمد طیب رشیدی مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ بورے والا

عالم اسلام کی عظیم شخصیت محدثِ جلیل، عالم کبیر، امام العصر حضرت مولانا محمد زکریا دامت برکاتہم شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور ان دنوں پاکستان میں تشریف لا چکے ہیں۔ دنیا کا کوئی ملک، کوئی خطہ بلکہ کوئی شہر ایسا نہیں جہاں کے مسلمان حضرت شیخ سے متعارف نہ ہوں یہ شہرت اور مقبولیت اس لئے نہیں کہ آپ صرف ممتاز عالم دین ہیں، بلکہ رب ذوالمنن نے یہ احسان اس لئے فرمایا کہ آپ ایک عالمِ دین اور ایک خدا ترس عامل ہیں۔ تقریباً آج سے ۵۷ برس قبل کے حضرت شیخ مظاہر العلوم میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس طویل مدت میں صرف شروع کے چند سالوں میں حضرتِ اقدس مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہٗ کے اصرار اور تکمیلِ حکم میں حضرت شیخ نے تنخواہ لی ہے جس کی مجموعی مقدار دو ہزار سات سو سترہ روپے ہوتی ہے اس تنخواہ کے بارے میں آج سے ۹ سال قبل ۱۱ر شوال ۱۳۸۰ھ کو حضرت شیخ نے مولانا اسعد اللہ صاحب ناظمِ اعلیٰ مظاہر العلوم سہارنپور کے نام ایک تحریر لکھی جو غالباً ۱۳۸۲ھ کی روئداد میں شائع بھی ہو چکی ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

"اس ناکارہ کا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ وہ تنخواہ جو اس زمانہ میں مجھے ملی تھی وہ میری حیثیت استعداد سے زیادہ تھی اگرچہ اس ناکارہ نے مدرسہ کے اوقات کی پابندی کا ہمیشہ بہت اہتمام کیا اور شدید امراض میں بھی رخصتِ بیماری بہت کم لی۔ لیکن اکابر کے جو واقعات مدرسہ کی تنخواہ اور تحفظ اوقاتِ مدرسہ کے دیکھتا اور سنتا رہتا ہوں وہ بہت شدید ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ مولانا محمد مظہر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا معمول تھا کہ مدرسہ کے اوقات میں اگر کوئی ذاتی مہمان آ جاتا اور اس سے مزاج پرسی وغیرہ میں چند منٹ خرچ ہو جاتے تو ان کو اسی وقت یادداشت میں لکھ لیتے اور مہینے کے آخر میں ایسے سب منٹ جمع فرما کر اتنے وقت کی تنخواہ وضع کرا لیا کرتے تھے — میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ سردی کے موسم میں مدرسہ کے حمام کے سامنے اپنا سالن رکھوا دیتے جو صرف دُور کی تپش سے ہی گرم ہو جاتا تھا اس کے معاوضہ میں وہ سردی کے اختتام پر دو چار روپے چندہ کے نام سے مدرسہ میں داخل فرمایا کرتے تھے۔ ایسے ہی واقعات کی بناء پر میرے دل میں تنخواہ کے واپس کرنے کا داعیہ عرصہ دراز سے پیدا ہوتا رہا۔ مگر بعض مصالح اس پر عمل پیرا ہونے سے مانع رہے تاہم مندرجہ بالا مقدار میں سے تقریباً ایک ہزار روپیہ جس میں مجھے خصوصی اشکال تھا وہ ۱۳۴۵ھ میں واپس کر چکا ہوں اور وہ اسی سال کی روئداد میں مفصل شائع ہو چکا ہے۔ بقیہ رقم ایک ہزار سات سو سترہ روپے کی واپسی کی پیش کش اس وقت کرتا ہوں، اس طرح پر کہ مبلغ پانچسو سترہ روپیہ نقد ارسال خدمت ہے اور بقیہ بارہ سو کی ادائیگی بیس روپے ماہوار کے حساب سے ادا کرتا رہوں گا۔ اگر (خدانخواستہ) اس دوران میں میرا انتقال ہو جائے تو اس وقت جو باقی رہ جائے اس کی وصیت کرتا ہوں بندہ کے کتب خانے سے وصول کر لیا جائے"۔ حضرت شیخ کی طرف سے بقیہ بارہ سو بالاقساط مدرسہ میں آج سے کئی سال پیشتر داخل ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت نے عرصہ دراز سے مدرسہ کے تمام مہمانوں کے کھانے چائے ناشتہ کا خرچ اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اس طرح حضرت شیخ بلا مبالغہ ہزاروں روپیہ سالانہ مدرسہ اور متعلقینِ مدرسہ پر خرچ کرتے ہیں — ایک جگہ مولانا محمد منظور نعمانی رقمطراز ہیں، کہ شیخ الحدیث کے والد ماجد حضرت مولانا محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ مظاہر العلوم میں بلا تنخواہ ہی درس دیتے رہے اور حدیث پاک کی بڑی بڑی کتابیں پڑھاتے رہے۔ ۱۳۳۴ھ میں ان کا وصال ہوا۔ تو حضرت مولانا خلیل احمد قدس سرہٗ نے ۱۳۳۵ھ میں جبکہ شیخ الحدیث نوجوان تھے پندرہ روپے ماہوار پر بحیثیت مدرس مظاہر العلوم میں ان کا تقرر کیا۔ ابھی چند مہینے ہی گذرے تھے کہ حضرت کے قریبی رشتہ دار مولوی بدر الحسن کاندھلوی (جو ایک اچھے عہدے پر تھے اور ان دنوں لکھنؤ رہتے تھے اور علی گڑھ کالج سے ان کو خاص دلچسپی تھی اور اس کے معاملات میں وہ بہت دخیل بھی تھے) حضرت مولانا محمد یحییٰ قدس سرہٗ کی تعزیت ہی کے سلسلہ میں سہارنپور تشریف لائے جب ان کو معلوم ہوا کہ صاحبزادہ کی تنخواہ صرف پندرہ روپے ہے اور ساتھ ہی انہوں نے ان کی علمی قابلیت کے بھی چرچے سنے تو بڑی شفقت کے ساتھ انہوں نے مشورہ دیا — کہ تم مولوی فاضل کا امتحان دے دو اور مدرسہ سے رخصت لے کر صرف چھ مہینے کے لئے میرے پاس لکھنؤ آ جاؤ۔ وہاں میں تمہاری انگریزی تعلیم کا کچھ انتظام کر دوں گا — اس کے بعد اگلے ہی سال علی گڑھ کالج میں دینیات کے استاذ کی حیثیت سے تمہارا تقرر ہو جائے گا اور وہاں تنخواہ تین سو سے شروع ہو گی — لیکن اس نوجوانی ہی میں اپنے شفیق بزرگ سے حضرت شیخ الحدیث نے عرض کیا کہ میں تو سہارنپور ہی میں اپنے حضرت کی خدمت میں رہنا طے کر چکا ہوں اگر یہ پندرہ بھی نہ ملیں جب بھی حضرت کو چھوڑ کر کہیں جانے کا میرا ارادہ نہیں ہے — مولوی بدر الحسن نے بہت سمجھایا اور آخر میں بزرگانہ طور پر خفا بھی ہوئے لیکن حضرت شیخ نے اپنا فیصلہ نہیں بدلا —

اس کے کچھ عرصہ بعد کرنال کے مشہور معروف وقف سے ایک خاص تکمیلی درسگاہ کرنال ہی میں قائم ہوئی جس میں دارالعلوم دیوبند جیسے بڑے دینی مدارس کے فضلاء اور کالجوں کے گریجویٹوں کو لیا جاتا تھا اور ۳ سال میں کالجوں کے گریجویٹوں کو عربی اور دینی تعلیم کی اور عربی مدارس کے فضلاء کو انگریزی اور دوسرے جدید علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی تھی اور دونوں کو معقول وظیفہ دیا جاتا تھا۔ حاجی سر رحیم بخش مرحوم (جو حضرت مولانا خلیل احمد قدس سرہٗ کے نیاز مند اور مظاہر العلوم کے سرپرست بھی تھے) کرنال کی اس تکمیلی درسگاہ کے بھی سربراہوں میں سے تھے، وہ سہارنپور تشریف لائے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدظلہٗ کو جن کی عمر اس وقت ۳۰ سال کی بھی نہیں تھی اور تکمیلی درسگاہ کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے لے جانا چاہا اور پانچسو روپے ماہوار کی پیش کش کی اور کہا کہ میں تو حضرت سے عرض نہیں کر سکتا تم اپنی فلاں فلاں ضرورت اور مصلحت بتا کر حضرت سے اجازت لے لو — حضرت شیخ الحدیث نے ان سے منع فرمایا کہ اجازت لینا تو درکنار اگر حضرت جوتے مار کر بھی نکالیں گے جب بھی انہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ انشاء اللہ — پھر پھر ایک دفعہ مرحوم ریاست حیدر آباد کی طرف سے جہاں آپ کے ایک شاگرد کسی اونچے عہدہ پر پہنچ گئے تھے۔ بیہقی کے رجال پر کام کرنے کے لئے، قیام کرنے کے لئے سرکاری کوٹھی کے ساتھ ساڑھے سات سو روپے کی پیش کش کی گئی آپ نے وہاں جانے سے بھی معذرت کر دی۔ پھر ملک کی تقسیم کے غالباً کچھ ہی عرصہ پہلے ڈھاکہ یونیورسٹی میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے صرف بخاری شریف کا ایک سبق پڑھانے کے لئے ساڑھے بارہ سو روپے ماہوار پر آپ کو بلایا گیا۔ آپ نے معذرت کر دی اور لکھ دیا کہ آپ لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں اس حیثیت کا اور اتنا قیمتی آدمی نہیں ہوں۔

اولٰئك اٰبائی فجئنی بمثلھم

آخر میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم حضرت شیخ کی برکت سے عموماً عالم اسلام خصوصاً پاکستانیوں کے اختلافات کو جلد ختم فرمائیں اور پاکستانیوں کو حضرت شیخ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ ربّنا تقبّل منّا۔

بقیہ: اشاعتِ اسلام اور تلوار

مذہب کو زبردستی پھیلانا نہ تھا۔ کیونکہ ان کا ایمان تھا لا اکراہ فی الدین کہ دین کے سلسلہ میں کسی پر کوئی سختی جائز نہیں، جس کی تاکید قرآن مجید نے ایک دوسرے مقام پر ان الفاظ میں کر دی ہے:۔

"تو ان پر جبر نہیں کر سکتا ان کو
قرآن سے نصیحت کر دے جس نے
عذاب الٰہی سے خوف کھانا ہے
وہ خوف کھائے گا۔" (الذاریات ۲۶ : ۱۷)

یہی وجہ ہے کہ کسی مسلمان آمر، حاکم یا بادشاہ نے اشاعتِ اسلام کے لئے تلوار نیام سے باہر نہیں نکالی۔

اشاعتِ اسلام کی وجوہ

اسلام کو اس کی سادہ اور دُور رس تعلیمات، اولیاء عظام کے فیضان، علماء کرام اور خطباء کے وعظ و تبلیغ نے عالمگیر مذہب بنایا ہے۔ جو

۱۔ فاتح اور مفتوح، سپہ سالار و غلام، راعی و رعایا کے حقوق کو مساوی کر دیتا ہے۔

۲۔ فطرتِ انسانی کی خوابیدہ قوتوں کو بیدار کر کے معطل شدہ قوتوں میں نئی زندگی کی روح پھونک کر معاشرے کا کارآمد فرد بنا دیتا ہے۔

۳۔ ہر شخص کو ایسی آزادی اور تمدن بخشتا ہے جس میں وہ اپنی بصیرت و فراست اور استعداد و صلاحیت کو بروئے کار لا کر ترقی کر سکتا ہے۔

۴۔ اسے جب کوئی قوم قبول کرتی ہے تو اس سے مخلوق پرستی، جنات و مظاہر پرستی، انسانی قربانی، اولاد کشی اور رسوم و بدعات فوراً دُور ہو جاتی ہیں۔

غرض کہ اسلام کی روحانی سرفرازی کبھی بھی حکومت کی تائید کی رہینِ منت نہیں رہی۔ بلکہ اسلام کی روحانی قوت نے دنیوی سطوت و شکوہ کے فقدان کے باوجود اپنے ربانی جاہ و جلال کو روشن تر دکھلایا ہے۔ اشاعتِ اسلام کرنے والوں نے اپنے دنیوی کاروبار میں مصروفیت کے باوصف اپنی دیانت و امانت سے مسلمانوں کی تعداد میں بیّن و نمایاں اضافے کئے کیونکہ عیسائیوں میں بلا استثناء احدے، صرف پادری ہی ترویج دین کے ذمہ دار ہیں۔ لیکن اسلام میں ہر مسلمان اس فرض لازم کا زیربار ہے۔ اس لئے مسلمان جب تک یہ فرض ادا کرتے رہے اسلام عالمگیر حیثیت اختیار کرتا گیا اور جب سے انہوں نے تبلیغِ دین کی بجائے جنگِ زرگری شروع کر رکھی ہے تب سے دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ضروری علم دین حاصل کر کے اس کی روشنی میں اپنی دنیا و آخرت کو سنوارے اور اپنے قول و کردار سے دوسروں کو اسلام کی طرف بلائے ؎

اندکے پیشِ تو گفتم غمِ دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

درسِ قرآن و حدیث

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب — مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

درسِ قرآن مجموعہ سال اوّل ہدیہ ۳ روپے
" " " دوم " ۳ "
" " " سوم " ۳ "
" " " چہارم " ۳ "
انوار الحدیث مجموعہ سال اوّل " ۴ "
تمام مجموعوں ... رعایتی ... ۱۴ روپیہ پیشگی آنے پر ... ارسال ...

دارالارشاد کیمبلپور

سہراب

درس قرآن

اسلام دنیا سے نہیں مٹ سکتا!!

از: حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ
مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۱۱)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
وَ ھُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ وَ اَنْھٰرًا ؕ وَ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْھَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ وَ فِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُکُلِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُھُمْ ءَاِذَا کُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ صدق اللہ العظیم۔

میرے بزرگو اور بھائیو! الحمد للہ! آج پھر ہم اللہ تعالیٰ کا کلام سننے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہیں ——— اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تلاوت کردہ آیاتِ گرامیہ میں رب العالمین نے اپنی وحدانیت کے کچھ دلائل بیان فرمائے اور ان دلائل کے ساتھ ساتھ آج کچھ دلیلیں اور بھی بیان ہو رہی ہیں اور ان میں چند مسائل دیگر بھی ہیں۔ یہ دلائل آفاقی ہیں اور آفاقی دلائل اللہ تعالےٰ کی توحید پر شہادت دیتے ہیں جیسا کہ انسان کا اپنا وجود اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس بات پر گواہ ہے کہ ان ساری مصنوعات کا صانع موجود ہے اور وہ ربّ العالمین ہے ——— مگر موٹی موٹی باتوں کو اور موٹی موٹی مصنوعات کو ذکر کر کے خدا نے دلیل دی تاکہ انسان زیادہ گہری سوچ میں نہ پڑے۔ ورنہ وہ سمجھنا چاہے تو معمولی سی توجّہ کے ساتھ، معمولی سے غور و فکر کے ساتھ بات کو سمجھ لے جیسے اپنے کو وہ سمجھ لیتا ہے۔ اور نہ سمجھنا چاہے تو اسے قرآن حکیم کی اصطلاح میں ملحد کہتے ہیں، جاہل کہتے ہیں، منکر کہتے ہیں۔ اس کے لئے تو بڑے سے بڑے دلائل بھی بیکار ہیں۔ جو سمجھنے کی کوشش کرے۔ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ (الشعراء ۸۹) جو صحیح دل کے ساتھ رب العالمین کی طرف رجوع کرے وہ کائنات کی کسی چیز کو بھی لیں، اگر کائنات کی چیزوں کو نہیں دیکھ سکتا تو اپنے وجود کو ہی لے لیں۔ وَ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (الذّٰریٰت ۲۱) وہ ربّ العالمین کو یقیناً پا لے گا ——— لیکن خدا کی طرف رجوع سے انکار کرنے والے کے سامنے آپ ہزار دلائل پیش کر دیں، کسی بھی طریقے پر آپ اس کو سمجھائیں، محنت کریں، مشقّت کریں، اس کو منانے کے لئے آپ کتنا بھی زور لگائیں۔ جب اس نے ماننا ہی نہیں ہے، انکار ہی کرنا ہے سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (البقرہ ۶) کا مصداق ہو، وہ اللہ تعالےٰ کے دین کی بات کو کیسے سمجھ سکتا ہے؟

آج کی آیاتِ گرامیہ میں ربّ العالمین نے جو دلائل بیان فرمائے، ان میں اللہ تعالےٰ کے وجود کی دلیل، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل، اللہ تعالےٰ کے متصرّف ہونے کی دلیل اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے جامع ہونے کی دلیل اور انسانی کائنات کے مختلف اقسام کی تقسیم بیان فرمائی۔ شروع میں فرمایا کہ آپ زمین میں دیکھ لیں۔ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ، زمین میں ملے جلے ٹکڑے ہیں اور وہ ملے جلے ٹکڑے ایک ہی زمین کا حصّہ ہیں، ایک ہی پانی سے ان سب کو پانی پلایا جاتا ہے، ایک ہی کاشتکار، ایک ہی زمیندار زمینداری کرتا ہے، نگہبانی کرتا ہے لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ انہی ٹکڑوں میں کوئی ٹکڑے کمزور ہیں کوئی ٹکڑے ردّی ہیں حالانکہ پانی سب پر متواتر ایک ہی طریقے پر آتا ہے۔ محنت کرنے والے نے تینوں پر ایک ہی طریقے پر محنت کی اور بیج بھی تینوں میں ایک ہی قسم کا ڈالا گیا لیکن نتیجے کے اعتبار سے کچھ بہتر نکلے، کچھ ردّی نکلے اور کچھ متوسط نکلے۔ اسی کی تشریح نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلامِ اقدس میں یوں فرمائی۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ میری مثال، اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنے والی ہدایت کی مثال اور انسانوں کی مثال آپ یوں سمجھ لیں کہ جب آسمان سے بارش برستی ہے تو زمین کے تین حصّے ہو جاتے ہیں، کچھ حصّہ زمین کا ایسا ہوتا ہے کہ جس میں بارش کا آنا اس کے لئے باعثِ برکت، وہ زمین کا حصّہ اس پانی کو قبول کرتا ہے اور اس سے پھل اور پھول نکلتے ہیں۔ وہ خود بھی تر و تازہ ہو جاتا ہے، دیکھنے والے اس کو اچھا منظر سمجھتے ہیں اور دوسروں کے لئے دوسرے فوائد بھی پہنچاتا ہے۔ اور زمین کے کچھ حصّے ایسے بھی ہیں جن کو ہماری اصطلاح میں گڑھے کہتے ہیں۔ پانی برسا اور ان گڑھوں میں آ کر جمع ہو گیا، لیکن گڑھے بچارے اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے، دوسرے لوگوں نے اُن سے فائدہ حاصل کیا، کسی نے چارپایوں کو پانی پلایا، کسی نے کپڑے دھوئے، کسی نے دیگر مفید ضروریات کے لئے اس پانی کو استعمال کیا۔ تیسری قسم وہ ہوتی ہے کہ آسمان سے بارش برسی اور برستے ہی بہتی ہوئی نکل گئی۔ زمین اس پانی کو نہ اپنے لئے قبول کر سکی اور نہ دوسروں کے لئے کر سکی۔ جیسے وہ زمین کا خطّہ پہلے تھا اب بھی وہ ویسا ہی ہے اس بڑی موسلا دھار بارش سے وہ زمین کا خطّہ محروم رہ گیا۔

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری مثال، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہدایت کی مثال یوں سمجھ

لیجئے کہ وحی کو اللہ تعالیٰ نے بعض آیات میں بارش کے ساتھ تشبیہ دی، قرآن مجید میں آتا ہے جس طرح پانی کے ساتھ مردہ زمین کو حیات ملتی ہے اسی طرح وحی کے ساتھ مردہ روحوں کو حیات ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب وحی نازل ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر، تو اس وقت کے انسانوں کے تین حصے بن گئے اور یہ حصے قیامت تک باقی رہیں گے۔ کچھ وہ انسان خوش بخت ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحی کو قبول کیا، اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو قبول کیا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر یقین لائے اور اپنے آپ کو صحیح مسلمان بنایا۔ وہ خود بھی مسلمان بنے اور دوسروں کے لئے بھی وہ نورِ ایمان کا باعث بنے۔ یہ وہ زمین ہے جس نے وحی کی بات کو قبول کیا، خود بھی خوبصورت بنی اور دوسروں کو بھی خوبصورتی بخشی۔

دوسری قسم وہ انسانوں کی ہے کہ آسمان سے بارش وحی کی آئی، انہوں نے اس کو قبول تو کیا لیکن ایسے بے ڈھنگے طریقے پر قبول کیا کہ خود اس سے فائدہ نہ اٹھایا، وہ مصنف تو بن گئے، وہ محقق تو بن گئے، وہ ریسرچیں تو کرتے رہے، وہ بڑی بڑی لمبی لمبی کتابیں لکھتے رہے لیکن خود گڑھے ہی رہے۔ اپنی قوتِ عملی میں انہوں نے کچھ بھی حصہ حاصل نہیں کیا۔ یہ وہ گڑھے ہیں جن میں پانی موجود ہے لیکن دوسرے لوگ اس پانی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور یہ خود محروم۔ گڑھوں کی شکل بھی یوں ہی ہوتی ہے۔ پانی تو موجود ہے، وہ پانی بھی وہیں گل سڑ جاتا ہے۔

اور تیسری قسم انسانوں کی وہ ہے کہ جب وحی کی بارش کا نزول آسمان سے ہوا تو انہوں نے اس وحی کو قبول ہی نہیں کیا — بڑی زور سے بارش برسی۔ لیکن جنہوں نے اس وحی کو قبول نہ کیا۔ دُور کے رہنے والوں نے اس کو قبول کر لیا، اس وحی کی صداقت کا یقین پیش کیا اور یہ مانا کہ یہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن اس وحی کی طرف سے دلائل پیش کرنے والے لوگ بھی محروم رہے۔

صحیح حدیثوں میں آتا ہے، بخاری کی شرح میں بھی ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیصر کے نام دعوتی خط ارسال فرمایا تو اس نے یہ کہا کہ پتہ کیجئے اس میرے علاقہ میں اگر عرب کے کوئی لوگ آئے ہوتے ہوں تو ان کو میرے سامنے پیش کیجئے چنانچہ ابوسفیان (جو اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) وہ اپنا قافلہ لے کر تجارت کے لئے پہنچ چکے تھے ان کو قیصر کے دربار میں پیش کیا گیا کہ ان سے معلوم کیجئے کہ جس نبی نے آپ کو خط لکھا یہ کیسے ہیں؟ چنانچہ قیصر نے آپ سے کہا میں چند سوالات کروں گا آپ مجھے اُن کے جواب دیں۔ ترجمان کو لایا گیا جس نے اس وقت کی زبان اور عربی زبان کے ماہر ہونے کی حیثیت سے دونو میں ترجمانی کے فرائض انجام دیئے۔ تو چند سوالات کئے گئے، اُن میں سے قیصر کی طرف سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ یہ نبی جو ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو ماننے والے امیر زیادہ ہیں یا غریب؟ آپ نے فرمایا۔ غریب لوگ ان پر ایمان زیادہ لا رہے ہیں۔

دوسرا سوال اس نے یہ کیا کہ کیا اس نبی کے خاندان میں سے کوئی بڑا بادشاہ گذرا ہے؟ تو انہوں نے کہا. نہیں، ان کے خاندان میں سے کوئی بادشاہ نہیں گذرا۔

پھر اس نے یہ پوچھا کیا جب یہ وعدہ کرتے ہیں تو وعدہ خلافی کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا۔ نہیں۔ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

اسی طرح کے چند سوالات کئے —

تو اب دیکھئے کہاں ہے وہ قیصر اور کہاں ہے مکہ مکرمہ۔ امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں ہے — دحیہ کلبی آپ کا خط لے کر گئے — تبلیغی اور دعوتی خط —— حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب صفات سن کر، حضورؐ کی تعلیمات کا ایک حصہ سن کر قیصر نے کیا کہا؟ وہ یہ کہتا ہے کہ اگر میں ہوتا اس نبی کے پاس (صلی اللہ علیہ وسلم) تو میں وہ پانی پی لیتا جس پانی کے ساتھ وہ اپنے پاؤں کو دھوتا ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بخاری میں موجود ہے۔

ہے کوئی دنیا میں اتنا بڑا خراج پیش کرنے والا ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ ابھی تک وہ ایمان نہیں لایا اور آخر میں وہ ایمان سے محروم ہی رہا، وہ ملکی جھگڑوں میں پڑ گیا، اپنی حکومت چھن جانے کے خوف سے وہ دولتِ ایمان سے محروم رہا لیکن جو خراجِ عقیدت اُس نے پیش کیا امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اُس وقت وہ بہت بڑا خراجِ عقیدت ہے۔

آج یہ بھی تو بہت کچھ کہا جاتا ہے نا کہ جی اسلام اَن فِٹ (UNFIT) ہے، اسلام "چلتا" نہیں ہے۔ میرے دوستو! چودہ سو سال تک تو یہ چلتا رہا، اب آگے جا کر یہ معذور ہو گیا؟ کیا ہو گیا اسے؟ یعنی ۱۴۰۰ سال تک تو یہ چلتا رہا، اب تک چل رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی چلے گا۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (الصف ۸) اسلام چلے گا اور اللہ نے اس کو چلانے کے لئے قرآن کریم کو بھیجا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو دینِ حق کہا۔ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (الصف ۹) فرمایا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھیجا، ایک دین دے کر بھیجا، دِیْنِ الْحَقّ، حق کہتے ہیں۔ اَمِٹ چیز کو، جو چیز دنیا سے نہ مٹ سکے۔ اسلام دنیا سے نہیں مٹ سکتا۔ اسی کے متعلق فرمایا گیا۔ اَلْحَقُّ يَعْلُوْ وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ ط حق جو ہوتا ہے وہ خود بخود ابھرتا رہتا ہے، بلند ہوتا رہتا ہے، اُس میں قوت ہوتی ہے بلند ہونے کی، اُس میں طاقت ہوتی ہے قبولیت کی۔

تو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوتی خط کے جواب میں اس وقت کے عظیم بادشاہ نے یہ کہا کہ اگر میں حضورؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ہوتا تو میں اس پانی کو پی لیتا جس پانی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاؤں دھوتے ہیں —— میرے بزرگو! دیکھئے بارش کہاں برسی، اثر کہاں پہنچا؟

(باقی آئندہ)

★

حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ اور انکی دینی دعوت

ایک موقع پر آپ نے فرمایا

"نکٹائی نشانِ صلیب اور نصاریٰ کا شعار ہے مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے کہ نصاریٰ کے نشان کو اپنی گردنوں میں ڈالے پھرتے ہیں"

از مولانا ادریس انصاری خلیفۂ مجاز حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ

صُلحاءِ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام سے دین کے جو خصوصی کام لیے گئے اور جو خدمات بطورِ خاص ان کے قلب و نظر میں سما گئیں یہی خدمات بظاہر ان کی نسبت خاصہ یا ان حضرات کے تجدیدی کام ہیں۔۔۔ چونکہ یہ حضرات اس کام پر اللہ کی طرف سے مامور ہوتے ہیں، اس لیے قدم، قدم پر نصرت و تائید الٰہی ان کے شاملِ حال رہتی ہے۔

ماحول کی مخالفت اور وقت کی نزاکت، ان کے عزم و ہمت کے بادبانوں پر ذرہ برابر بھی اثر انداز نہیں ہوتی اور جس شمع کو اللہ جلّ شانہٗ روشن کرے ہواؤں کے طوفانوں کی کیا مجال کہ اُسے گل کر سکیں

چراغ راکہ ایزد برفروزد
ہر آنکو تف زند ریشش بسوزد

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رح اس دور کی وہ منفرد شخصیّت تھی جن کی دعوت کا محور احیاءِ سنن اور جن کی تبلیغ کا مرکز وہ مقام بنایا گیا جس مقام کو اللہ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت و تبلیغ کے لیے منتخب فرمایا۔ حضرت رح ۳۴،۳۵ سال مرکز اسلام مدینہ منوّرہ میں رہ کر دینِ حق کی خدمت کرتے رہے ۔۔۔۔

قبولِ عام

حضرت کی مقبولیت کا یہ حال تھا کہ ایشیا افریقہ کے علاوہ یورپ سے آنے والے حجاج منزل اصحاب النقشبندیہ پر اتنی تعداد میں حاضر ہوتے کہ بعض اوقات ایک دن کی مہمان داری پر خانگی اشیاء کے علاوہ بازار سے خریدی ہوئی اشیاء خورد و نوش پر "تین سو ریال تقریباً پانچ صد پاکستانی روپیہ" خرچ ہو جاتے اور جو بھی طلب و اعتقاد کے ساتھ درِ دولت پر آتا خدا کے فضل و کرم سے خالی نہ جاتا تھا۔ ملاقات کے لیے آنے والے تمام حجاج کو نصیحت فرماتے تھے کہ "یہاں کا تحفہ نہ گھڑیاں ہیں اور نہ کپڑے یہ سب چیزیں باہر سے آتی ہیں اور باہر چلی جاتی ہیں"

مدینہ منورہ کا اصل تحفہ دین ہے یہاں سے دین لے کر جائیں" اور تمام زائرین کو اپنے حال و قال سے ایسی مؤثر تلقین فرماتے تھے کہ ہزارہا مسلمان اپنی غیر اسلامی روش پر نادم ہو کر توبہ کرتے اور آئندہ کے لیے پوری طرح اسلامی زندگی گزارنے کا عہد کر کے اپنے گھروں کو واپس ہوتے اور جو لوگ کبھی مغربی طرز و فکر کی غیر اسلامی زندگی گزارنے کے نہ صرف عادی بلکہ اقدار اسلامی کا مذاق اڑانے میں بے باک اور جری ہوتے حضرت مولانا کی توجہ و تلقین سے ایسے پکے سچے مسلمان بن جاتے جنھیں دیکھ کر دھوکہ ہوتا کہ شاید یہ لوگ کسی دینی مدرسہ کے علماء طلباً یا کسی خانقاہ کے زاویہ نشین ہوں ان کے چہروں پہ داڑھیوں کا سبزہ زار اور ان کے بالوں کی اسلامی تراش اور ان کے ذہنی انقلاب کو دیکھ کر کٹر سے کٹر مادہ پرست بھی روحانی طاقت کے قائل ہو جاتے۔

'ماہنامہ الفرقان'، لکھنؤ نے اگست ۶۹ء کے شمارہ میں حضرت رح کے مختصر حالات لکھ کر مولانا کی دعوت و تبلیغ پر بڑا اچھا تبصرہ فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مولانا کی دعوت و تبلیغ کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ انگریزی پوشاک میں ملبوس حجاج سے اس انداز میں گفت گو فرماتے کہ یہ حضرات اپنے سابقہ طرزِ عمل پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے پر مجبور ہو جاتے اور احیاءِ سنن مقدّسہ کے مبارک جذبہ کے تحت اپنے گلے سے نکٹائیاں اتار کر حضرت کے حوالہ کر دیتے اور مولانا کے یہاں اتنی نکٹائیاں جمع ہو جاتیں کہ ٹوکرے بھر کر باہر پھنکوانے کی نوبت آتی۔

نکٹائی نشانِ صلیب اور نصاریٰ کا شعار ہے

تیسری بار پاکستان آئے سولجر بازار کراچی میں قیام کیا ہر طبقہ کے لوگ پروانہ وار آنے لگے تو کثرت ازدحام کے باعث اوقات ملاقات لکھ کر دروازہ پر چسپاں کرا دیئے گئے ان اوقات میں آنے والے حضرات کمرۂ ملاقات میں بیٹھ جاتے۔ حضرت مولانا تشریف لاتے اہلِ ملاقات سے مل کر احوال دریافت فرماتے۔ فراغت کے بعد کوئی آیت یا حدیث پاک پڑھ کر اتباعِ سنّت کے منافع، ترکِ سنّت، نصاریٰ کی شکل بنانے اور ان کی وضع قطع اختیار کرنے کی مضرتیں بیان فرما کر ارشاد فرماتے، بدن اور کپڑے پانی اور صابون سے پاک ہوتے ہیں لیکن دل توبہ سے پاک ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنے بندوں سے پاکی چاہتا ہے جنت میں پاک لوگ جائیں گے ناپاک نہیں جائیں گے پھر توبہ کی اس دل سوزی سے ترغیب دیتے جس سے متاثر ہو کر جو لوگ تائب ہونا چاہتے ان سے اتباع شریعت مقدسہ کا عہد لے کر توبہ کراتے۔ درود و استغفار کلمۂ تمجید کی تسبیحات اور قلبی ذکر کی تلقین فرما کر رخصت فرما دیتے، ان اوقات کے علاوہ اگر کوئی صاحب تخلیہ میں ملاقات کے متمنی ہوتے تو ان کو کوئی مناسب وقت دے دیا جاتا ــــ۔

ایک دن عصر کے وقت ایک نوجوان آیا سلام کے بعد کہا میں تین دن سے آ رہا ہوں مگر جناب جائے قیام پر تشریف فرما نہیں ہوتے۔ میں اسی لیے آتا ہوں کہ والد صاحب جناب کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے وقت چاہتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا میاں وقت تو ان لوگوں سے لیا جاتا ہے جو باجماعت نماز نہ پڑھتے ہوں۔ نماز کے اوقات میں سے کسی وقت بھی مسجد میں تشریف لائیں میں مسجد میں ملوں گا۔ نوجوان بولا۔ حضور میرے والد صاحب کراچی کے سیشن جج ہیں بہت زیادہ مصروف آدمی ہیں وہ جناب سے تخلیہ

میں ملنا چاہتے ہیں۔ فرمایا اچھا کل ۹ بجے صبح کو تشریف لے آئیں میں ان کا انتظار کروں گا اگلے دن ۹ بجے کے وقت وہ نوجوان اور اس کے والد مسٹر الٰہی بخش خمیسانی تشریف لائے اور اجازت لے کر حضرت کے کمرہ میں تشریف لے گئے، سلام کے بعد مصافحہ کیا۔ حضرت نے اپنے قریب بٹھا لیا۔ طرفین سے مزاج پرسی اور خیر خیریت دریافت ہوتی رہی۔ خمیسانی صاحب نے آنے کی غرض بیان کی۔ حضرت مولانا ان سے نہایت مشفقانہ انداز میں گفتگو فرماتے رہے اور جب حضرت مولانا نے ان کی استعداد کا اندازہ لگا لیا تو جج صاحب کی نکٹائی پر اپنا ہاتھ بڑھایا اور نکٹائی پکڑ کر فرمایا یہ کیا ہے؟ نشانِ صلیب اور نصاریٰ کا شعار ہے بلند آواز سے فرمایا اس کو پھینک دو مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نصاریٰ کے شعار کو اپنی گردنوں میں ڈالے پھرتے ہیں۔ یہ سن کر جج صاحب نے سنجیدگی کے ساتھ عرض کیا بہت اچھا حضرت اور ٹائی اتار کر کوٹ کی جیب میں رکھنے لگے۔ حضرت نے فرمایا آپ اس کو جیب میں نہ ڈالیں یہ مجھے دیں میرے کام آتی ہے جج صاحب نے ٹائی حضرت کے حوالہ کی اور حضرت نے بھائی حشمت علی صاحب خادم خاص کو دیدی حشمت صاحب لے کر الماری کی طرف گئے الماری کھولی تو راقم الحروف نے الماری کو دیکھا یہ الماری ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے نکٹائی فروش کی دکان ہو قسم قسم کی نکٹائیاں اس میں موجود تھیں۔ اس کے بعد خمیسانی صاحب سے مخاطب ہو کر حضرت رحؒ نے فرمایا۔ خمیسانی صاحب میں کوٹ پتلون کے متعلق تو آپ سے کچھ نہیں کہتا کہ آپ کی ملازمت کا معاملہ ہے البتہ نکٹائی آئندہ ہرگز نہ لگانا کیونکہ یہ شعارِ نصاریٰ ہے اور خدا کے فضل سے آپ مسلمان ہیں مرحوم خمیسانی نے کہا بہت اچھا حضرت آئندہ میں ٹائی استعمال نہ کروں گا یہ وہی خمیسانی ہیں جو حضرت کی دعا سے عدالت عالیہ مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے جج بنے اور پچھلے سال ۶۹ء میں کراچی میں انتقال فرمایا۔ اس واقعہ کو نقل کر کے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مولانا اس دور میں جس بے باکی اور دلیری کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے تھے یہ حضرت مولانا کی نسبت خاصہ تھی خود فرماتے تھے ہمیں چاہیئے تو یہ کہ گھر گھر جا کر لوگوں کو برائیوں سے روکیں لیکن جو لوگ ہمارے پاس خود بخود آ جائیں ان کو منکرات سے نہ روکنا بد دیانتی ہے جس کے لیے قیامت کے دن ہم جواب دہ ہوں گے۔ کیونکہ لوگ ہمیں دیندار سمجھ کر ہمارے پاس آتے ہیں۔

۱۹۶۶ء ۱۵ر نومبر کو دوپہر کی دعوت بہاولپور ریاست کے سب سے بڑے زمیندار جاگیردار و کے دیگر زمینداروں کے علاوہ صاحب خانہ کے دوست سابق ڈی۔آئی۔جی پولیس مغربی پاکستان بھی موجود تھے بیان ایسا پُر درد اور پُر کیف تھا کہ حاضرین پہ گریہ طاری تھا اور جس میں ڈی۔آئی۔جی پولیس صاحب کی بیقراری کا تو یہ عالم تھا کہ روتے روتے آنسوؤں سے رومال تر ہو گئے بیان کے آخر میں فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارا چہرہ کالا کرے اگر ہم آپ لوگوں کے پاس دنیا کے لیے آتے ہوں۔ ہم آپ کے پاس اس لیے آتے ہیں کہ جو جو باتیں ہم آپ کو سنا دیتے ہیں دوسرا کوئی آپ کو سنانے والا نہیں ہے اور آپ کے ظلم و زیادتی پر آپ لوگوں کی روک ٹوک کرنے والا کوئی نہ رہا ناچار مجھے آنا پڑتا ہے۔ آپ کا تعلق ہمارے لیے باعث فخر نہیں ہے البتہ ہمارے ساتھ تعلق رکھنا آپ لوگوں کے لیے باعث شکر ہے۔ حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے مشایخ کے مرید تھے ایک روز اپنے پیر کے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑے تھے اور شیخ گھوڑے پہ سوار تھے حضرت کا یہ مقام دیکھ کر ایک مرید کے دل میں یہ بات آئی کہ ہمارے حضرت کا رتبہ کس قدر بلند ہے کہ ہندوستان کا بادشاہ آپ کے گھوڑے کی لگام تھامے غلاموں کی طرح کھڑا ہے یہ حضرات صاحب کشف ہوتے ہیں حضرت صاحب کے قلب پر درویش کا حال منکشف ہو گیا درویش کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا فقیرا کیا خیال کرتا ہے خدا کی قسم اگر ہفت اقلیم کے بادشاہ ہماری سواری کے لگام پکڑ کر کھڑے ہو جائیں تو فقیر کے دل پہ اتنا بھی اثر نہیں ہوگا جیسے اژدہ پہ سفیدی یہ چیز ہمارے لیے باعث فخر نہیں — بلکہ بادشاہ کے لیے باعث شکر ہے کہ وہ فقیر کی سواری کی لگام پکڑے کھڑا ہے۔

وعلى الله فليتوكل المتوكلون

جو شخص داڑھی نہیں رکھتا وہ ہمارا مرید نہیں ہے

۱۹۶۶ء میں چوتھی مرتبہ تشریف لائے کراچی میں حاجی حبیب صاحب پاکولہ والوں کے مکان پہ قیام تھا۔ اکتوبر نومبر کا مہینہ تھا کے یہاں منظور فرمائی۔ صاحب دعوت حضرت صاحب کے ارادت مندوں میں داخل ہیں تقریباً ۱۱، ۱۲ بجے دعوت کے مقام پہ پہنچے بعد طعام آرام فرمایا اور ظہر کی نماز پڑھنے کے لیے کوٹھی سے مسجد تشریف لائے زائرین کا مسجد میں ہجوم تھا۔ امام صاحب کے عرض کرنے پہ حضرت صاحب نے جماعت کرائی اور نماز کے بعد مصلے پہ بیٹھے ہوئے حدیث پاک کی تلاوت کی۔ امراء پہ غرباء کے حقوق اور حکام پہ رعایا اور زیر دستوں کے حقوق بوجہ ملک بیان فرماتے رہے۔ سننے والوں میں علاقہ

ہر مرسل مِنَ اللہ کی بعثت سے قبل خواص کے قلوب میں نازل کی جاتی ہے۔ اور جس کی وجہ سے حق کے متلاشی یکسر انتظار بن جاتے ہیں۔ جیسے کہ ابھی عرض کیا گیا کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت سے قبل عرب میں اس قسم کے لوگ موجود تھے جو خدا کے رسولؐ کی تلاش میں دُور دُور کے سفر کرتے کہ پتہ چلائیں کہ ہادی اور داعیٔ حق کہاں ہے۔ سو حق تعالٰے نے ان کی یہ تلاش اور جستجو اور ان کی خواہش قلبی کو شرفِ قبول سے نوازا اور نبیٔ آخرالزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حسبِ وعدہ انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ وصلی اللہ علیٰ سیّدنا محمد۔

علماءِ حق کے دست و بازو بن جایئے

آج بھی عوام الناس قرآن کے احکام اور فرامین نبویؐ کی روشنی میں اپنی حیاتِ مستعار کے خد و خال درست کرنے کے لئے بیتاب ہیں لیکن کیا کیا جائے ہر طرف سے اسلام اسلام کی صدائیں آنے کے باوجود سب کی منزلیں الگ الگ ہیں۔ علماءِ حق پر طرح طرح کے بہتان لگائے جاتے ہیں اور ان کی نسبت من گھڑت باتیں لوگوں کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن انشاء اللہ تعالٰے علماء حق نے بہت سوچ بچار کے بعد غرباء اور مساکین کی تکالیف کو دور کرنے کا جو بیڑا اٹھا لیا ہے وہ اس کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اور اسلام کی سربلندی کی خاطر ہر قربانی دیں گے۔ میں اپنی جماعت سے خاص طور پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ ملک کے طول و عرض میں علماءِ حق کی کوششوں کو کامیاب بنائیں اور ان کے دست و بازو بن جائیں اور اس ملک میں اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں، مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈے سے ہرگز متاثر نہ ہوں اور صبر و استقامت کا دامن تھامے رکھیں۔ انشاء اللہ اسی میں کامیابی کا راز مضمر ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

داخلے

● جامعہ قاسمیہ خانقاہ ڈوگراں جامع مسجد ایک مینار والی میں طلباء کا داخلہ شروع ہے۔ مدرسہ میں حفظ، درس نظامی موقوف علیہ تک، تجوید سبعہ تک تین شعبے ہیں۔ قیام و طعام کا ذمہ دار مدرسہ ہوگا۔ داخلہ ذیقعدہ کے آخر تک جاری رہے گا۔

(ناظم جامعہ ہذا)

● مدرسہ عربیہ حنفیہ قادریہ پسرور کا داخلہ یکم شوال ۸۹ھ سے شروع ہو چکا ہے۔ شرح جامی، قطبی، نورالانوار، جلالین، اور مشکوٰۃ تک کتب پڑھانے کا بہترین انتظام ہے۔ طلباء کرام کی تمام ضرورتوں کا ہمدردی سے انتظام کیا جاتا ہے۔ کتابوں کے ساتھ درجہ حفظ و ناظرہ قرآن کریم کا انتظام بھی موجود ہے مدرسہ ہذا عرصہ تیس سال سے تعلیمی تبلیغی فریضہ میں مصروف ہے۔

(مہتمم مدرسہ عربیہ حنفیہ قادریہ پسرور)

● مدرسہ حنفیہ انوار القرآن منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ کا داخلہ ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ تک جاری رہے گا۔ مدرسہ ہذا حضرت مولانا عبیداللہ انور امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور کی سرپرستی میں عرصہ ساڑھے تین سال سے دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے امسال قرآن پاک حفظ و ناظرہ کے علاوہ درجہ کتب حدیث فقہ، صرف و نحو، عربی و فارسی کی تعلیم کے لئے حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب فاضل جامعہ رشیدیہ ساہیوال کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ بیرونی طلباء کرام کے قیام طعام لباس رہائش اور کتب و دیگر ضروری اخراجات کا مدرسہ ہی کفیل ہے۔

(حسین علی مہتمم مدرسہ ہذا)

● ندوۃ المسلمین رجسٹرڈ پیپلز کالونی لائل پور کے زیر اہتمام ادارہ صوت الاسلام میں درجہ حفظ و ناظرہ کی تعلیم کے لئے فن تجوید قرأت کے ماہر جناب قاری محمد منتظر صاحب کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں چھوٹے بچوں اور بچیوں کے علاوہ مختلف سکولوں، کالجوں میں تعلیم پانے والے طلباء کے لئے فن تجوید و قرأت کے مطابق قرآن مجید کی تعلیم کا معقول انتظام ہے۔ ملازم پیشہ اور کاروباری حضرات بعد نماز مغرب تعلیم قرآن حاصل کر سکتے ہیں

سرپرست: حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی۔

نگران و مشیر: مولانا مجاہد الحسینی

ناظم ادارہ: حنیف رضا

ادارہ صوت الاسلام ۷۲ پی پیپلز کالونی لائلپور

● پاکستان کی معروف دینی درسگاہ جامعہ قاسمیہ رجسٹرڈ غلام محمد آباد لائلپور میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کا داخلہ شروع ہے۔ حفظ، ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم کے علاوہ موقوف علیہ دورہ تک تمام کتب پڑھانے کا نہایت معقول انتظام ہے۔ طلباء کو چاہئے کہ وہ ماہ شوال کے اندر اندر داخلے کی کوشش کریں۔ (محمد ضیاء القاسمی مہتمم جامعہ ہذا)

● مدرسہ عربیہ زینت القرآن ملحقہ جامع مسجد صدیقی محلہ رسول پورہ گلی ۳ گوجرانوالہ میں بیرونی مسافر طلباء کے لئے درجہ حفظ اور ابتدائی عربی فارسی میں داخلہ جاری ہے۔ غریب نادار اور مسافر طلباء کا طعام و قیام، لباس، علاج اور کتابوں کا مدرسہ کی جانب سے انتظام کیا جاتا ہے۔

راستہ: باغبانپورہ حافظ آباد روڈ گلی سنگ مل والی کے بالکل آخر میں مدرسہ و مسجد واقع ہے۔ (عبدالسمیع خادم مدرسہ)

● تشنگانِ علوم دینیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ امسال دارالعلوم جامعہ فاروقیہ (رجسٹرڈ) محلہ مٹکال راولپنڈی کا داخلہ شروع ہے ایک تجربہ کار مفتی کی زیرنگرانی تعلیم شروع ہے لہٰذا طلباء اسلام جلد از جلد داخلہ لیں۔ یہ دارالعلوم علماء دیوبند کے مسلک کے مطابق چل رہا ہے لہٰذا مخیر حضرات کی خدمت میں پُرزور اپیل کی جاتی ہے کہ وہ دارالعلوم کی امداد کا خاص خیال رکھیں۔

(مہتمم جامعہ فاروقیہ (رجسٹرڈ) ڈھوک مٹکال راولپنڈی)

● مدرسۃ العلوم الشرعیہ جھنگ صدر میں قرآن مجید حفظ کرنے والوں کا داخلہ محدود ہے۔ درجہ کتب نظامی میں داخلہ ذی قعدہ کے اوائل تک رہے گا۔

(سید صادق حسینی مہتمم مدرسہ ہذا)

تشنگانِ علومِ دینیہ کے لئے نویدِ مسرت

ملک کی ممتاز دینی درسگاہ مدرسہ اشرف المدارس لائلپور میں گذشتہ سال سے دورۂ حدیث بھی شروع کیا جا چکا ہے اور مدرسہ میں بحیثیت شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ جمال الدین زید مجدھم سابق شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان علم حدیث کی خدمت میں مشغول ہیں۔ لہٰذا طلباء دین سے گذارش ہے کہ مدرسہ اشرف المدارس لائلپور میں داخلہ لے کر استفادۂ علمی حاصل کریں۔ اس سال نیا داخلہ ۱۰ ر شوال المکرم ۱۳۸۹ھ سے لے کر ابتداءِ ذیقعدہ تک رہے گا اور تمام درجوں (حفظ، فارسی، عربی) کی تمام جماعتوں میں حسب نصاب وفاق المدارس العربیہ پاکستان داخلہ ہوگا۔

(ناظم تعلیمات مدرسہ اشرف المدارس محلہ نانک پورہ گلی ۶ لائلپور)

انجمن خدام الدین کے تحت

مکتبہ خدام الدین کا اجراء

مکتبہ انجمن خدام الدین کے تحت ہر قسم کی معیاری اسلامی اور علمی کتابیں مہیا کرنے کے لئے ۲۳ دسمبر ۱۹۶۹ء سے "مکتبہ خدام الدین" جاری کیا گیا ہے۔ یہ مکتبہ اعلیٰ علمی و دینی کتابیں بھی شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے بالخصوص حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلویؒ کی کتابوں کے تراجم اور قرآن حکیم کے تفسیری حواشی شائع کئے جائیں گے جن میں امام ولی اللہ دہلویؒ کی حکمت اور امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی انقلابی تشریحات اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ کے قرآنی ربط و آیات کی مزید تشریحی تفصیلات بھی شامل ہوں گی اور خلاصۃ المشکوٰۃ کے اگلے حصّے بھی شائع کئے جائیں گے۔

ادارہ حکمت اسلامیہ لاہور کی مطبوعات متعلقہ فکر ولی اللّٰہی اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا تفسیری سلسلہ اب یہیں سے دستیاب ہوگا۔

بقیہ : احادیث الرسولؐ

سے، اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ سفیان راوی حدیث نے بیان کیا کہ مجھ کو اس بات کا شک ہے کہ میں نے اس میں ایک لفظ کا اضافہ کر دیا۔

بقیہ : صا۱۹ سے آگے

کا عادی ہوں، کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ میں اسے اپنے کاندھے پر نہ اٹھاتا ہوں، اس مشق اور مداومت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جیسے جیسے اس کا وزن بڑھتا گیا میری قوت و طاقت بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ اب اگرچہ یہ پورا سانڈ بن چکا ہے، لیکن اُسے اپنے کاندھے پر اٹھا لینے میں مجھے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی!!"

بقیہ : عبدالغفور مدنیؒ

صادق آباد کے قریب ایک بڑے زمیندار کے لڑکے کی شادی ۱۴ر نومبر کو ہو رہی ہے یہ زمیندار حضرت صاحب کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں اور کئی سال سے مسجد نبویؐ میں اعتکاف کرنے کا معمول ہے۔ آمد کی خبر کے بعد شادی میں شرکت کی دعوت لے کر کراچی گئے۔ خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا حضرت میرے لڑکے کی شادی کی تاریخ قریب ہے۔ میری آرزو یہ ہے کہ نکاح حضرت والا پڑھائیں۔ حضرت نے فرمایا میں بہت کمزور ہوں اور بیمار بھی ہوں، اس لیے اس دفعہ یہ طے کیا ہے کہ جہاں جہاں ہوائی جہاز جاتا ہے وہاں جاؤں گا اور آپ کے یہاں چونکہ ریل کار کے ذریعے جا سکتا ہوں۔ مجھ میں ریل کے سفر کی قوت نہیں، میں معذور ہوں۔ زمیندار نے کہا حضرت والا مگر میری آرزو یہ ہے کہ جناب سے نکاح پڑھواؤں۔ حضرت نے فرمایا۔ شاہ صاحب کو لے جائیں۔ شاہ صاحب کے ساتھ آپ کے خصوصی مراسم ہیں۔ زمیندار نے کہا حضرت میں تو آپ کا مرید ہوں، فرمایا نہیں تم ہمارے مرید نہیں ہو۔ تم نے مریدی کی شرط پوری نہیں کی۔ میں صاف کہتا ہوں جو آدمی ہمارے سلسلہ میں داخل ہو کر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق داڑھی نہیں رکھتا وہ ہمارا مرید نہیں ہے ۔

بقیہ : بناتِ اسلام

آپ نے فرمایا۔ کہو تو میں تمہارے لئے دعا کروں اور تم اچھی ہو جاؤ لیکن اگر تم صبر و سکون سے کام لو تو خدا تمہیں اجر عظیم دے گا۔ انہوں نے فوراً عرض کیا کہ میں "اجر اللہ" کو اختیار کرتی ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پھوپھی کا نام اروی تھا، ان کے ایک بیٹے کا نام طلیب تھا، وہ اسلام لائے تو ابوجہل اور دیگر سرداران قریش نے ان کو ستونوں میں باندھ کر مارا۔ لوگوں نے ان کی ماں سے آکر کہا کہ اگر یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت نہ کرتے تو ایسا نہ ہوتا۔ لیکن انہوں نے کبھی ان شکایتوں پر کان نہیں دھرا بلکہ محترمہ کہا کرتی تھیں خیر ایامہ یوم یذب عن ابن خالہ اس کا سب سے بہتر دن وہی ہے جب کہ وہ اپنے ماموں زاد بھائی کی حمایت کرتا ہے۔

ان تمام روایات پر نظر ڈالو، اور غور کرو کہ کیا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ عورتیں اس وصف میں نہ صرف مردوں کے دوش بدوش بلکہ کہیں کہیں ان کے قدم آگے بڑھتے ہیں۔ زمانۂ حال کی خواتین کو ان واقعات پر نظر اثر سے غور کرنا چاہئے کہ جس طرح ان کے اسلاف نے دین کی خدمت اور مذہبی حمیت میں اس طرح ایثار سے کام لیا، اسی طرح انہیں بھی قوم کی ترقی اور ڈوبتی ہوئی کشتی کو اچھالنے میں اپنی دماغی جسمانی قوت ایسے ہی جوش و خروش سے صرف کرنا چاہئے۔ اور قومی خدمات میں اپنے مال و دولت کا ایک کثیر حصہ صرف کر کے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ اب بھی ہم میں وہی دینی حرارت اور حمایت قوم کا وہی جوش و خروش موجزن ہے۔

ایجنٹ حضرات

خط و کتابت کرتے وقت کھاتہ نمبر ضرور لکھیں

تفسیر روح المعانی (عربی)

از علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۷۰ھ

ہمارے ہاں زیر طبع ہے

اصلی مصری نسخہ کا عکس بغیر کسی حک و اضافہ اور ترمیم و تصرف کے شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ تفسیر پارہ وار اور بہت جلد شائع ہوتی رہے گی۔

مقدمہ مع تفسیر سورہ فاتحہ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ میں تیار ہو جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ تک بیس روپے پیشگی جمع کرانے پر پچاس روپے کی رعایت ہوگی۔

کاغذ امیٹیشن آرٹ۔ قیمت غیر مجلد تین سو روپے

کاغذ سفید گلیز۔ قیمت غیر مجلد دو سو پچاس روپے

مرقات شرح مشکوٰۃ (عربی)

از سلطان العلماء ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۴ھ

دس جلدیں ہمارے ہاں طبع ہو چکی ہیں۔ دسویں جلد وسط ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ میں طلب فرمائیں۔ گیارہویں جلد (آخری جلد) زیر طبع ہے۔

فی جلد غیر مجلد ۲۲/۰۰ روپے مجلد ۲۶/۰۰ روپے

کامل سیٹ کے خریدار کو ۱۲ فیصد رعایت دی جائے گی

پوری قیمت پر الگ الگ جلد بھی مل سکتی ہے۔

(محصول ڈاک بذمہ خریدار)

ملنے کا پتہ

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ (مقبول روڈ) ملتان (پاکستان)

بچوں کا صفحہ

عمل اور اس کی فضیلت

رئیس احمد جعفری

کام خزانہ ہے!

حکایت ہے:-
ایک شخص کا بہت بڑا باغ تھا۔ اسی کی رکھوالی میں وہ اور اس کے بیٹے لگے رہتے تھے بوڑھا جب مرنے لگا تو اس نے اپنے لڑکوں کو بلایا، اور کہا:-
اس باغ میں بہت بڑا خزانہ ہے میں اب دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں، تم جانو اور تمہارا کام، لیکن میری یہ تمنا ضرور ہے کہ تم اس کی تلاش سے غافل نہ ہونا۔ اگر پا گئے، تو زندگی بھر مزے کروگے!
باپ کے مرنے کے بعد لڑکوں نے سارا باغ کھود ڈالا اس سے یہ فائدہ تو ضرور ہوا کہ اس کی پیداوار بڑھ گئی، آمدنی میں اضافہ ہوگیا، لیکن خزانہ نہ ملنا تھا نہ ملا، لڑکے آپس میں کہنے لگے کوئی کونہ تو ہم نے چھوڑا نہیں لیکن وہ خزانہ آخر گیا کہاں؟
ان میں جو سب سے سمجھدار لڑکا تھا اس نے کہا:-
"والد کا مطلب خزانہ سے روپیہ نہیں تھا، بلکہ خود یہ باغ تھا، ہم نے اس کی اچھی طرح رکھوالی کی، تو اس کی پیداوار اور ہماری آمدنی میں اضافہ ہوگیا، کیا یہ بجائے خود ایک خزانہ نہیں ہے؟ ضرور ہے، کیوں کہ کام ہی تو اصل خزانہ ہے!"

کام کی لذّت

ایک شخص نے اپنے بیٹے کو ایک کارخانہ میں داخل کر دیا اور تاکید کی کہ ہر شام کو جو اجرت ملے وہ لا کر حوالہ کر دے۔
لڑکے کی ماں، جہالت کے ساتھ اپنے بچہ پر جان چھڑکتی تھی اُسے یہ گوارا نہ ہوا کہ اس کا بچہ کارخانے میں کام کرے اور محنت و مشقت کی زندگی بسر کرے اس نے بچہ سے کہہ دیا "تو خوب کھیلا کر میں شام کو اجرت دے دیا کروں گی، تو اپنے باپ کو دے دیا کرنا!"
یہی ہونے لگا!
لڑکا دن بھر ادھر اُدھر گشت کرتا اور طرح طرح کے کھیل کھیلا کرتا شام ہوتے ہوتے گھر آجاتا، ماں سے مزدوری لیتا اور چپ چاپ جا کر باپ کو دے آتا، باپ اُجرت لے کر زور سے کھڑکی کی طرف پھینک دیتا، گویا اس نے یہ اُجرت ضائع کر دی، لیکن آنکھ بچا کر، اسے اپنے پاس رکھ لیتا اور پھر حفاظت و احتیاط کے ساتھ ایک صندوق میں بند کر دیتا!
اسی طرح بہت دن گزر گئے!
یہاں تک کہ ماں کی جمع جتھا ختم ہوگئی اور اس کے پاس ایک پھوٹی کوڑی نہ رہ گئی، ایک روز اس نے اپنے بچہ کو بلایا اور کہا،
بیٹا میرے پاس جو کچھ پونجی تھی وہ بالکل ختم ہوگئی، اب میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اب تو کارخانہ جایا کر، بغیر اس کے کام نہیں چلے گا!"
باپ کے ڈر سے مجبوراً بیٹے کو ماں کی یہ بات ماننی پڑی اور وہ کارخانے جانے لگا،
دن بھر لڑکے نے کارخانہ میں کام کیا، شام کو اُجرت لے کر آیا۔ اور باپ کو دے دی، باپ نے حسب معمول وہ رقم مٹھی میں لے کر، کھڑکی کی طرف ہاتھ بڑھایا، یہ دیکھ کر وہ لڑکا چیخا "ابا ایسا نہ کیجئے، اسے نہ پھینکئے یہ رقم میں نے پسینہ بہا کر کمائی ہے ...... میری محنت اکارت نہ کیجئے!"
باپ نے کہا:-
بیٹے تو نے سچ کہا، جب تک محنت نہ کی جائے کام کی لذّت اور کمائی کی راحت کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا!"
پھر باپ نے، شفقت سے بیٹے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پیار بھرے لہجہ میں اُسے مخاطب کرکے یہ شعر پڑھنے لگا:

لیس الحیات بانفاس نردوہا
ان الحیاۃ، حیات الفکر والعمل

یعنی:-
زندگی صرف سانس کے آنے جانے کا نام نہیں ہے، اصل زندگی تو فکر اور عمل کی زندگی ہے!

کام میں استقلال

ایک رات ایک دانا حکیم بیٹھا اپنے بیٹوں کو نصیحتیں کر رہا تھا، اور کام (عمل) کی رغبت دے رہا تھا، باتیں کرتے کرتے اس نے کہا:
اگر استقلال کے ساتھ کسی کام کا سلسلہ جاری رکھا جائے تو آدمی کی صلاحیت اور قوت درجہ کمال کو پہنچ سکتی ہے جو آدمی استقامت کے ساتھ اپنا کام جاری رکھتا ہے اس کے راستے میں موانع اور مشکلات آتے ہی نہیں!
پھر باپ نے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے ایک عجیب قصہ بیان کیا!
کہنے لگا:-
"پرانے زمانہ میں ایک آدمی تھا، جو ایک شہر سے دوسرے شہر کا چکر لگایا کرتا تھا، اس کے پاس ایک موٹا تازہ بیل تھا اس بیل کو وہ اپنے کاندھے پر لئے لئے گھوما کرتا تھا لوگ اس کی قوت کا یہ کمال دیکھتے تو حیران رہ جاتے تھے۔ وہ سوچا کرتے تھے، اس بلا کی قوت اس معمولی سے شخص میں کہاں سے آگئی ہے؟ یہ کیا کھاتا ہے؟ کہاں سے یہ قوت لایا؟
ایک مرتبہ لوگوں میں سے ایک نے اس کا یہ کمال دیکھ کر پوچھا:
"اتنی زبردست قوت و طاقت تم نے کہاں سے اور کیسے حاصل کرلی؟
وہ بولا:-
اس بیل کو جب یہ ذرا سا بچھڑا تھا، میں روز اپنے کاندھے پر اٹھانے

(باقی ص۱۹)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ ۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ GM/۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

چار بلند پایہ دینی کتابیں

① علوم القرآن مصنفہ ڈاکٹر صبحی صالح ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ایم اے قیمت ... روپے
② علوم الحدیث مصنفہ ڈاکٹر صبحی صالح ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ایم اے قیمت پندرہ روپے
③ اسلامی مذاہب مصنفہ ابو زہرہ مصری ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ایم اے قیمت نو روپے
④ تزکیۂ نفس مصنفہ مفسر قرآن مولانا امین احسن اصلاحی ـ قیمت چھ روپے

ناشرین: ملک برادرز کارخانہ بازار لائلپور فون نمبر ۳۵۴۵

خدام الدین میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

P.S.T. — B.C.T. — PCT

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

تجزیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
فسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ملنے کا پتہ: شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

صادق انجینیئرنگ ورکس لمیٹڈ (ویسٹ پاکستان)
بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا
تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہ

رعایتی ہدیہ: فی جلد ۵/۵۰ ڈاک خرچ ۱/۵۰
کل -/۷ روپے پیشگی بھیج کر طلب فرمائیں
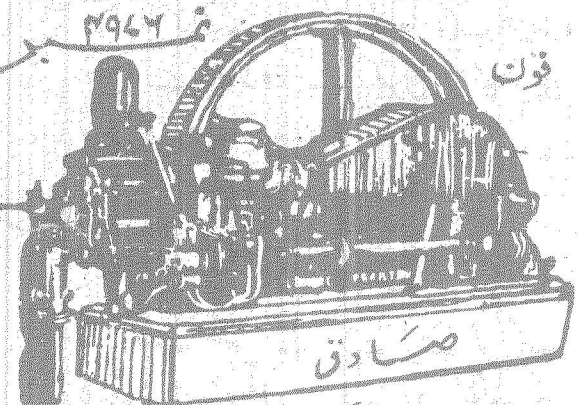
دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا۔ اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا